رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست برنافعیت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس حاضرا وبادی ونیز برضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل ست

بر مقاصد ومبادی پس اتباعاً للنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

جلد ۵	بابت ماہ شعبان ۱۳۴۷ھ	نمبر ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب وجادی وتذکرہ ست برائے ہر مجلس و

نادی ومسکن ست برائے ہر رائح وصادی بصورت ترجمۂ رسالۂ ترغیب وترہیب وتسہیل المواعظ و

حل انتخابات وتکملۂ مثنوی وتشرف وحیوۃ المسلمین وسیر الصدیق کہ اکثر آں مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی باہتمام محمد عثمان عاصمی در ماہ اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانۂ اشرفیہ مدرسہ کلاں دہلی نیز بذریعۂ ڈاک وصول میگردد

ا؎ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث افضل بیننا بکتاب اللہ وقضى بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ١٣٤٧ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعیں

١- رسالہ ہذا کا مقصد امت محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

٢- یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے۔

٣- رمضان المبارک سنہ ١٣٤٥ھ سے یہ رسالہ بعد ٹائٹل تین جزو کا کر دیا گیا ہے اور قیمت سالانہ وہی دو روپے آٹھ آنے۔ (عہ) ہے۔

٤- سوائے اُن صاحبان کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائے گا۔ اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے دو روپے دس آنہ کا وی پی۔ روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی [illegible] ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ (عہ) کا وی۔ پی پہنچے [illegible]

٥- جن حضرات کی خدمت میں نمونے کے طور پر رسالہ ارسال [illegible] جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی۔ کی [illegible] نہ دیں گے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا

٦- جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہوں گے انکی خدمت میں [illegible] پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ١٣٤٢ھ سے بھیجے جائیں [illegible] اور ابتدا ارسال سے خریدار سمجھے جائیں گے اور اگر الہادی [illegible] کی جلد اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ درکار ہو طلب فرمائیں [illegible] مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصول ڈاک [illegible]

الراقم

محمد عثمان۔ مالک و مدیر "رسالہ الہادی"۔ دہلی

فرماتے تھے ملعون ہے جس نے بوجہ اللہ مانگا اور ملعون ہے جس سے بوجہ اللہ مانگا گیا اور منع
کردیا جب تک کہ ہجر یعنی بری بات نہ مانگے۔ ف اللہ اعلم لعنت کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی ذات پاک
کی دونوں نے قدر نہیں کی اللہ اعلم اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی
صحیح کے آدمی ہیں بجز شیخ یحیی بن عثمان بن صالح کے کہ ثقہ ہیں اور ان میں کلام ہے
لفظ ہجر کی تفسیر میں دو احتمال بیان کئے ہیں یا تو ایسا امر قبیح مانگے کہ لائق نہو یا بری طرح سے سوال کرے
الفاظ قبیحہ سے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو اللہ کے واسطے پناہ مانگے اسکو پناہ دیدو اور جو اللہ کے واسطے مانگے اسکو
دیدو اور جو تم کو دعوت دے اس کی دعوت قبول کرلو اور جو تمہارے ساتھ سلوک کرے تم
اس کا بدلہ اتارو اور اگر بدلہ دینے کو کچھ نہ میسر ہو تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم خیال کرنے لگو
کہ تم نے بدلہ اتار دیا اسکو ابوداؤد نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت
کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے۔

۹　اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو سب سے برا آدمی نہ بتاؤں وہ وہ شخص ہے کہ خدا کے نام پر مانگے
اور نہ دیا جائے۔ اور اس حدیث کے ایک معنے یہ بھی کرتے ہیں کہ خدا کے نام پر اس سے کوئی
مانگے اور نہ دے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے اور نسائی نے اور
ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ایک حدیث کے آخر میں روایت کیا ہے جو انشاء اللہ کتاب
الجہاد میں آویگی۔

صدقہ کی ترغیب اور تنگدست کی ہمت اور نفلی صدقات کے بیان میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک چھوارے کے برابر حلال کمائی سے خیرات کیا اور اللہ
پاک بجز حلال کمائی کے قبول کرتا ہی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے،

پھر اُس کی ایسے پرورش کرتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھیرے کو پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے۔ اس کو بخاری، مسلم نسائی ترمذی ابن ماجہ اور ابن جریر نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں اس طرح ہے، جب بندہ طیب مال میں سے تصدق کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس بندہ سے قبول فرماتے ہیں اور داہنے ہاتھ میں اسکو لے کر پرورش فرماتے ہیں جیسا کوئی اپنے بچھیرے یا اونٹ کے بچہ کو پرورش کرتا ہے اور بالتحقیق مرد ایک لقمہ کو تصدق کرتا ہے تو وہ خدائے پاک کے دست (قدرت) میں بڑھتا ہے، حتیٰ کہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے پس تصدق کرو۔

اور ترمذی کی ایک صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ صدقہ قبول فرماتے ہیں اور داہنے ہاتھ میں لے کر اُس کی پرورش فرماتے ہیں جیسا کہ کوئی تم میں سے اپنے بچھیرے کو پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ ایک لقمہ پہاڑ اُحد کے برابر ہوجاتا ہے، اور اس کی تصدیق آیت کریمہ وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقات الآیۃ ویمحق اللہ الربٰو ویربی الصدقات میں ہے ترجمہ وہ (اللہ) وہ ذات پاک ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اور اس کو مثل ترمذی کے امام مالک نے سعید بن یسار سے مرسل روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ کا ذکر نہیں کیا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں جناب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک شخص کے ایک چھوارے اور ایک لقمہ کو پرورش کرتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھیرے یا اونٹ کے بچے کو پرورش کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اُحد کے برابر ہوجاتا ہے، اس کو طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے لفظ ابن حبان کے ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کسی مال سے نقصان نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ بندہ کے معاف کرنے سے نہیں بڑھاتا مگر عزت کو اور کوئی بندہ اللہ کے واسطے تواضع نہیں اختیار کرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے رفع مراتب نہ کرتا ہو، اس کو مسلم ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور امام مالک نے مرسل روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال اور اُس کے تو اُس کے مال میں سے صرف تین ہیں جو کہا لیا فنا کردیا یا پہنا تو پرانا کردیا یا دیدیا تو جمع کرلیا اور جو اُس کے سوا ہے (اُس کی کیفیت یہ ہے کہ) وہ بندہ جانے والا ہے اور اُس مال کو لوگوں کے لئے چھوڑ جانے والا ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے کہ اُس کے وارث کا مال اُس کو اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے سب کو اپنا ہی مال محبوب ہے آپ نے فرمایا بس تو اپنا مال وہ ہے جس کو آگے بھیجدیا اور اُس کے وارث کا مال وہ ہے جسکو پیچھے چھوڑا اس کو امام بخاری اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے جنگل میں بادل میں سے ایک آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر بس وہ بادل ایک طرف کو ہٹا اور اپنا پانی ایک پتھریلی زمین میں ڈال دیا وہ تمام پانی اُس زمین کے نالوں میں سے ایک نالے میں بھر گیا یہ شخص اُس پانی کے پیچھے پیچھے چلا گیا اچانک دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے اُس سے کہا اے اللہ کے بندہ تیرا کیا نام ہے کہا فلاں وہ ہی نام جو بادل میں سُنا تھا (باغ والے نے) کہا اے اللہ کے بندہ تو نے میرا نام کیوں پوچھا اُس نے کہا میں نے اُس بادل میں سُنا تھا جس کا یہ پانی ہے کہتا تھا فلاں کے باغ کو سیراب کر تیرا ہی نام لیا تھا تیرا اس باغ میں کیا دستور العمل ہے، اُس نے کہا جب تو نے یہ بات کہی ہے تو میں دیکھتا ہوں جو کچھ اس میں پیدا ہوتا ہے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی اس میں لگا دیتا ہوں اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے کہ اُس سے اللہ تعالیٰ بلا ترجمان عنقریب گفتگو نہ فرمائے بس وہ آدمی داہنے طرف دیکھے گا بجز اپنے پہلے عمل بھیجے ہوئے کے کچھ نہ دیکھے گا، اور اپنی بائیں طرف نظر ڈالے گا وہاں بھی بجز اپنے پہلے عملوں کے کچھ نہ دیکھیگا

پھر سامنے دیکھے گا تو بجز آگ کے اپنے مونھہ کے آگے کچھ نہیں دیکھے گا لہذا آگ سے بچو پھر اگرچہ چھوارے کی ایک پھانک ہی کے ساتھ سہی اور ایک روایت میں ہے جو تم میں سے طاقت رکھے کہ آگ سے چھپ جائے اگرچہ ایک چھوارے کی پھانک ہی کے ساتھ ہو اُس کو ایسا کرنا چاہیئے، اِسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر کسی کو چاہیئے کہ اپنے چہرہ کو آگ سے بچاوے اگرچہ چھوارے کی ایک پھانک ہی سے ہو اس کو امام احمد نے اسناد صحیح سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ آگ سے دبک اگرچہ ایک چھوارے کی پھانک ہی کے ساتھ ہو وہ بھی بھوکے کو سیر کے قائم مقام کر دیتا ہے اس کو امام احمد نے مسند حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے تھے کہ اے کعب بن عجرہ نماز نزدیکی (پروردگار) ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو بجھاتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو اے کعب بن عجرہ تمام آدمی (روزانہ) دو قسم کی صبح کرنے والے ہیں اپنی جان کو بیچنے والے گردن کو بند ہوانے والے اور اپنی جان کو خریدنے والے اپنی گردن کی آزادی میں اسکو ابو یعلےٰ نے سند صحیح سے روایت کیا ہے

اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعب بن عجرہ وہ گوشت اور خون جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پرورش پاتا ہے آگ اُس کے لئے اولےٰ ہے اے کعب بن عجرہ آدمی دو حالتوں میں صبح کرنے والے ہیں جان چھڑانے میں (مصروف ہیں) وہ تو اس کو آزاد کرنے والے ہیں یا صبح کرتے ہیں اس کو اسی طرح پھانسنے والے ہیں اے کعب بن عجرہ نماز نزدیکی (رب العالمین) ہے اور روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں (کی آگ) کو بجھاتا ہے جیسے چالاک آدمی چمکدار چکنے پتھروں پر چلا جاتا ہے اِسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

٦٢

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں سفر میں تھا اُنہوں نے پہلے حدیث بیان کی اور اُس میں یہ بھی بیان کیا کہ، اور آپ نے فرمایا میں تجکو خیر کے دروازوں کا پتہ نہ دوں، میں نے عرض کیا بیشک (ضرور بیان فرمایئے) یا رسول اللہ فرمایا روزہ ڈہال ہے اور صدقہ خطاؤں (کی آگ) کو ایسا بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حدیث حسن صحیح فرمایا ہے اور یہ حدیث پوری خاموشی کے باب میں آویگی اور یہی حدیث ابن حبان کے نزدیک حضرت جابر کی ایک حدیث میں ہے جو انشاء اللہ کتاب القضاء میں آویگی۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ پروردگار کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے، اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن غریب کہا ہے اور ابن المبارک نے کتاب البر میں اس حدیث کا آخری حصہ بیان کیا ہے۔ اور اُن کے لفظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے سے بُری موت کو ستر درجے دفع کرتا ہے۔

۶۳

اور حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے تین شخص ہیں میں اُن پر قسم کھاتا ہوں اور تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں یاد رکھنا (تین شخص یہ ہیں) کسی آدمی کا مال صدقہ کرنے سے نہیں کم ہوا، اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے ظلم سے کوئی چیز چھینی گئی ہو اور اُس نے اُس پر صبر کیا ہو اور پھر اللہ نے اُس کی عزت افزائی نہ فرمائی ہو، اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ سوال کا دروازہ اپنے اُوپر کھولا ہو (یعنی مانگنا شروع کیا ہو) اور پھر اللہ پاک نے اُسپر فقر کا دروازہ نہ کھولا ہو یا کوئی اور کلمہ اسی معنے میں فرمایا تھا اور ایک حدیث بیان کرتا ہوں یاد رکھنا دنیا چار قسم کے آدمیوں کے واسطے ہے، ایک وہ آدمی کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو مال اور علم نصیب کیا وہ اُس کے بارہ میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اُس میں اللہ پاک کا حق پہچانتا ہے وہ تو فاضل ترین مرتبہ پر ہے اور ایک بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم نصیب فرمایا ہے اور مال نصیب نہیں فرمایا تو وہ سچی نیت والا ہے کہتا ہے اگر اللہ مجھکو

مال نصیب فرماتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا وہ اپنی نیت کے ساتھ ساتھ ہے یہ دونوں اجر میں برابر ہیں اور ایک آدمی ہے کہ اللہ نے اُسے مال دیا ہے اور علم نہیں نصیب کیا وہ بغیر علم کے اپنے مال میں عتر بود کرتا ہے اور اُس مال کے بارہ میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اُس میں کچھ اللہ کا حق جانتا ہے یہ بڑے خبیث مرتبہ کا ہے اور ایک بندہ ہی کہ نہ اس کو علم نصیب ہوا نہ مال وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص جیسے کام کرتا وہ اپنی نیت کے ساتھ ساتھ ہے اور دونوں کا گناہ برابر ہے اِسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ خیرات کرنے والے کی مثال بیان فرمائی جیسے دو آدمی آہنی زرہ پہنے ہوئے ہیں کہ اُن کے دونوں ہاتھ چھاتی اور ہانسوں کے درمیان کسے ہوئے ہیں، پس خیرات کنندہ جوں جوں خیرات کرتا جاتا ہے وہ زرہ ڈھیلی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے پوروںکو ڈھک لیتی ہے اور پیروں میں گھسٹنے لگتی ہے اور بخیل جب خیرات کا قصد کرتا ہے تو وہ زرہ سکڑ جاتی ہے اور اُس کا ہر ہر حلقہ اپنی جگہ کو پکڑ لیتا ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گریبان میں اُونگلیاں ڈال کر زور لگا کر ایسا دکھاتے تھے کہ گویا آپ کھینچنا چاہتے ہیں مگر نہیں کھنچتی اس کو بخاری مسلم نسائی نے روایت کیا ہے اور نسائی کے الفاظ کا ترجمہ اس طرح ہے کہ خرچیلے اور بخیل کی مثل، مثل دو آدمیوں کے ہے کہ اُن پر لوہے کے دو جبے یا دو زرہ ہیں ہاتھوں سے گلے کے ہانسوں تک جب خرچیلے آدمی خرچ کرنا چاہتا ہے تو اُس کی زرہ واسع ہو جاتی ہے اور بڑھ جاتی ہے حتیٰ کہ اُس کے پوروں کو ڈھانک لیتی ہے اور (اتنی نیچی لٹک جاتی ہے کہ چلتے میں) اُس کے قدموں کے آثاروں کو مٹا دیتی ہے اور بخیل جب خرچ کرنا چاہتا ہے تو (اُس کی زرہ سکڑ جاتی ہے اور اُسکی ہر ہر کڑی اپنی جگہ مضبوط پکڑ لیتی ہے حتیٰ کہ جب کڑیاں اپنی جگہ پکڑ لیتی ہیں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ

(اُس کی حالت دکھانے کے لئے بطور اشارہ کے) اُسکو واسع کرتے تھے وہ واسع نہیں ہوتی تھی۔ اللہ اعلم بالصواب مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مال کی محبت جسکو بمنزلہ لوہے کی زرہ کے فرمایا ہے وہ سخی کو بھی ہوتی ہے اور بخیل کو بھی ہوتی ہے فرق اتنا ہے کہ سخی جوں جوں خرچ کرتا جاتا ہے ہمت بڑہتی جاتی ہے اور محبت کم ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ محبت خرچ کو بالکل مانع نہیں رہتی اور بخیل جب خرچ کا ارادہ کرتا ہے محبت مال ایسی غالب ہوتی ہے کہ اس کا ہاتھ کھلتا ہی نہیں گویا وہ خرچ کرنے پر قادر ہی نہیں رہتا۔

اور امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں ہم کو خبر پہنچی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا روزہ دار تھیں اور اُن کے گھر میں صرف ایک روٹی تھی ایک سائل نے جناب سے سوال کیا آپ نے اپنی باندی سے فرمایا یہ (روٹی) اس سائل کو دیدو باندی نے عرض کیا جناب کے افطار کرنے کے لئے اور کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا یہ اسکو دیدو باندی کہتی ہے میں نے ایسا ہی کیا جب ہم نے شام کی تو گھر والوں نے فرمایا ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں ایک بکری اور اُسکا سامان ہدیہ کیا ہے جو کبھی ہدیہ بھیجتا بھی نہیں تھا، آپ نے اُسی باندی کو بلایا اور فرمایا کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں اور ہم کو یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کھانا مانگا آپ کے پاس انگور رکھے تھے آپ نے ایک آدمی سے فرمایا ایک دانہ لے کر اسکو دیدو وہ آدمی تعجب سے دیکھنے لگا آپ نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو اس دانہ میں کتنے ذرہ کے برابر حصہ ہیں (اللہ اعلم یہ اشارہ اُس آیت کریمہ کی طرف ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ترجمہ جو ایک ذرہ کے برابر کوئی عمل نیک کرے گا اس کو بھی دیکھ لیگا مطلب یہ ہے کہ اگر تم زیادہ نہیں دے سکتے تو شرم کی وجہ سے تھوڑا دینے سے باز نہ رہو ضائع نہیں جائیگا، خدا کے نزدیک اُسکا بھی بڑا اجر ملے گا۔ اسکو امام مالک نے اسی طرح بلا سند موطا میں بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ

۲۵

علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے (اپنے دل میں) کہا میں صدقہ کروں گا اُس نے ایک چور کے ہاتھ پر رکھدیا صبح کو لوگ کہنے لگے کہ آج رات چور کو خیرات دیگئی ہے، کہنے لگا اللہ تیرا شکر ہے چور پر میں ضرور صدقہ کرونگا صدقہ لے کر گیا تو ایک زانیہ کے ہاتھ پر رکھدیا پھر صبح کو لوگ کہنے لگے کہ آج رات کو (پھر) زانیہ پر خیرات کی گئی ہے پھر کہنے لگا اے خدا تیرا شکر ہے زانیہ پر میں پھر ایک صدقہ کروں گا پھر صدقہ لے کر نکلا تو ایک تونگر کے ہاتھ پر رکھدیا پھر صبح کو لوگ کہنے لگے کہ آج رات کو ایک غنی کو صدقہ دیا گیا ہے، کہنے لگا اے اللہ تیرا شکر ہے چور پر اور زانیہ پر اور غنی پر (یہ کلمہ بطور تاسف کے کہہ رہا تھا) اُس کو بشارت ہوئی، تیرا صدقہ جو چور پر ہوا ہے (اُس کا فائدہ یہ ہے کہ شاید وہ (اسکی وجہ سے) اپنی چوری سے بچے، اور زانیہ پر بھی کہ شاید وہ اپنے زنا سے بچے اور غنی شاید وہ عبرت حاصل کرے اور جو کچھ اُس کو خدا نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرنے لگے اس کو بخاری نے اِن ہی لفظوں سے روایت کیا ہے اور مسلم اور نسائی نے کہا ہے کہ بشارت دی گئی کہ تیرا صدقہ قبول ہو گیا پھر باقی حدیث کو اُسی طرح روایت کیا۔ ۲۲

اور حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے ہر شخص (بروز محشر) اپنے صدقہ کے زیر سایہ رہے گا جب تک کہ تمام لوگوں کا حساب فیصل ہو، یزید راوی حدیث کہتے ہیں کہ میرے استاد ابو مرثد کا کوئی ایسا دن نہیں گزرتا تھا کہ کچھ صدقہ نہ کریں اگرچہ ایک روٹی یا ایک پیازہ ہی ہو اسکو امام احمد نے اور ابو خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اپنی کتاب میں روایت کر کے شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

اور ابن خزیمہ کی روایت میں یزید بن ابی حبیب سے بھی مروی ہے کہ ابو مرشد بن ابی عبد اللہ یزنی تمام اہل مصر سے پہلے شام کے وقت مسجد کو جایا کرتے تھے اور میں نے اُن کو کبھی نہیں دیکھا کہ مسجد میں گھسے ہوں اور اُن کی جیب میں کچھ صدقہ نہ ہو پیسہ یا روٹی یا گیہوں (کچھ نہ کچھ ہوتا تھا) حتیٰ کہ گاہے گاہے دیکھا کہ پیاز ہی اُٹھائے لئے جاتے ہیں، یزید کہتے ہیں، میں کہتا اے ابو الخیر یہ تو آپ کے کپڑے سڑا دیگی تو فرماتے اے ابن ابی حبیب

(باقی آئندہ)

اور دوسرے ہاتھ سے زور سے جھٹکا دیکر چھین لیا - دیکھیے اس شخص نے ایک ذرا سے خیالی ادب کے لئے اُن بزرگ کو کیسی تکلیف دی اور ادب سے بڑھکر بے ادبی ہوگئی - یہ ناسمجھی کی باتیں ہیں - اور یہ باتیں ہلکی نہیں - اور گو یہ نماز روزے کی طرح اسلام کے فرضوں میں سے نہیں لیکن چونکہ اخلاق و عادات کا تعلق دوسروں سے ہے - اور اس وجہ سے یہ بندوں کے حقوق میں داخل ہیں اس لئے انکے اندر کمی زیادتی کرنے میں عذاب کا زیادہ اندیشہ ہے اور نماز روزہ چونکہ اللہ کے حقوق ہیں اس لئے اُن میں کوتاہی کرنے سے اس قدر عذاب کا اندیشہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں اُن سے بخشش کی اُمید کچھ دُور نہیں - مگر بندوں کے حق خود انہیں کے معاف کرنیسے معاف ہوتے ہیں - اس لئے اُن کی رعایت زیادہ ضروری ہے -

چنانچہ حدیث شریف میں حضرت عائشہ رضؓ کا وہ قصہ جس میں حضورؐ کے رات کو قبرستانکی طرف جانیکا ذکر ہے اس بات کی پوری دلیل ہے کہ اخلاق و عادات کی رعایت نہایت ضروری ہے - وہ قصہ یہ ہے کہ ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے مکان سے قبرستان کو تشریف لے گئے - اُنہوں نے سمجھا کہ شاید کسی اور بیوی کے یہاں تشریف لیجارہے ہیں - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ جاگتی ہیں - اس لئے حضورؐ اس خیال سے کہ حضرت عائشہ رضؓ کی آنکھ نہ کھل جائے آہستہ سے اُٹھے اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے بند کیا - پس ہر ایک کو اِن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے - کہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو غرض حضورؐ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے حضرت عائشہ رضؓ چونکہ جاگتی تھیں اور اُن کا خیال تھا کہ شاید کسی اور بیوی کے ہاں تشریف لیگئے ہیں اس لئے یہ بات اُن کو بوجہ محبّت کے غلبہ کے گوارہ نہوئی اور دبے پاؤں پیچھے پیچھے ہولیں اور حضورؐ تو اس درجہ محبوب تھے کہ حضرت عائشہ رضؓ یا اور آدمیوں کو عشق ہو تو کیا عجیب ہے جبکہ جانور تک حضورؐ کی محبّت سے بیقرار تھے - حج میں جب حضورؐ نے سو اُونٹ ذبح کئے ہیں جس میں تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے تھے (اس سے آپکی قوت کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے) تو اونٹوں کی یہ حالت تھی کہ بیقرار ہوکر آپ کے برچھے کی طرف اپنی گردنیں جھکاتے تھے - جب حیوانات کو یہ بیقراری ہو تو حضرت عائشہ صدیقہ کو تو خاص تعلق تھا -

اُن کی بے قراری کیا عجیب ہے غرضکہ حضرت عائشہ صدیقہ پیچھے پیچھے قبرستان میں پہونچیں حضورؐ نے وہاں مُردوں کے لیے دُعا فرمائی۔ اُس کے بعد گھر کی طرف لوٹے اور یہ بھی لوٹیں تو اب یہ آگے ہولیں۔ حضورؐ نے اپنے آگے آدمی دیکھکر معلوم کرنے کے لئے اس طرف تیز چلنا شروع کیا۔ حضرت عائشہؓ دوڑیں۔ حضورؐ نے بھی دوڑکر آگے بڑھنا چاہا وہ اور دوڑیں اور گھر آکر بستر پر چپکے سے لیٹ گئیں۔ حضرتؐ تشریف لائے تو پوچھا کہ سانس کیوں چڑھ رہا ہوا ہے حضرت عائشہؓ نے حالت بیان کی خلاصہ یہ کہ دیکھیے حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کی نیند میں خلل نہ آنے کیلئے کیسی احتیاط کی کہ آہستہ اُٹھے۔ آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے بند کیا۔

(۳) بعض لوگوں کو یہ آداب ذرا سخت لفظوں سے سکھلائے جاتے ہیں کیونکہ بعضی طبیعتوں کے لیے سختی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ لوگ سختی سے بُرا مانتے ہیں۔ اور اس کو اخلاق کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جان لینا چاہیے کہ بے تمیزی کی بات پر سختی کرنا اخلاق کے خلاف نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کوئی آوارہ بکری ملے تو کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لینا چاہیے ورنہ کوئی اور شخص یا بھیڑیا لے لیگا۔ پھر اس شخص نے اونٹ کی نسبت بھی یہی دریافت کیا تو حضورؐ ناخوش ہوئے۔ اور تیزی سے جواب دیا کہ اونٹ سے تم کو کیا واسطہ وہ تو درخت کے پتے کھاکر پانی پیکر خود ہی اپنے مالک کے پاس پہونچ جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غصہ کرنا بے تمیزی کی بات پر جائز ہے۔ پس حقیقت اخلاق کی یہ ہے کہ بلاوجہ کسی کو تکلیف نہ پہونچائے۔ بعضے لوگ کسی گھر پر جاکر تقاضے پر تقاضا اور آوازیں دینی شروع کردیتے ہیں۔ یہ بھی تکلیف دینا ہے جو لوگ کہ حضورؐ کو دروازہ پر آکر پکارتے تھے اُن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر اُن میں سے بے سمجھ ہیں۔

(۴) اسلام کا ایک ادب تو یہ ہے جس کا بیان ہوا کہ عبادت میں جو شخص مشغول ہو اُس کو سلام نہ کرے اور اس کی وجہ بھی بیان کردی گئی۔ اسی طرح سلام کا ایک ادب یہ ہے کہ جو شخص

گناہ میں مشغول ہو اس کو سلام نہ کرے کیونکہ گنہگار کی تعظیم جائز نہیں۔ اور سلام کرنا ایک قسم کی تعظیم ہے۔ اور ایک ادب یہ ہے کہ پیشاب یا خانے کی حالت میں سلام نہ کرے اور کھانے پینے کی حالت میں سلام نہ کرنا چاہیئے۔ اس وقت اگر سلام کا جواب دیا تو اندیشہ ہے کہ شاید گلے میں پھندا پڑ جائے۔ اس بیان میں اور بھی بہت ادب اور احکام آگئے۔ پھر سلام کے بعد مصافحہ کیا جاتا ہے اُس کے بھی چند ضروری آداب بیان ہوتے ہیں سو جاننا چاہیئے کہ ملاقات ہوتے ہی تو سب کے نزدیک سُنّت ہے اور رخصت کے وقت مصافحہ کرنے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک سُنّت ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور اِن دو وقتوں کے سوا اور کسی وقت میں مصافحہ کرنا ثابت نہیں۔ پس مصافحہ کے لئے بھی قاعدہ مقرر ہوا۔ اور اس میں مصافحہ کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر چیز کے واسطے خاص خاص قاعدے اور شرطیں ہوتی ہیں کہ بدون اُن کے وہ چیز درست نہیں ہوتی دیکھیئے نماز ہے۔ اگر کوئی چار رکعت کی جگہ پانچ رکعت پڑھنے لگے تو صحیح نہیں ہوگی یا جمعہ دیہات میں پڑھنے لگے تو حنفیوں کے نزدیک نہیں ہوگا جیسا کہ حج بمبئی میں کرے تو حج نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر کام کا ایک قاعدہ ہوتا ہے چنانچہ مصافحہ اور گلے ملنے کے بھی خاص قاعدے ہیں۔ اُن کے خلاف مصافحہ کرنا اور گلے ملنا درست نہیں جیسے عید بقر عید اور جمعہ میں جو لوگ رسم جان کر مصافحہ کرتے ہیں یا گلے ملتے ہیں یہ کہیں قرآن و حدیث میں ثابت نہیں اس لئے یہ رسم بدعت ہے۔ اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور جو مولوی ان مسئلوں کو بتلائیں اُن سے بحث نہ کرنی چاہیئے۔ کہ صاحب اُس کی کیا وجہ۔ یہ کیوں منع ہے۔ کیونکہ دلیل کا سمجھنا آسان نہیں ہے اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت ہے البتہ حکم کا معلوم کر لینا بے شک آسان ہے۔ کہ مسئلہ معلوم کر لو اور اس پر عمل کر لو۔ باقی دلیل ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتی مگر عوام کے حال پر افسوس ہے کہ باوجود عالم نہ ہونے کے عالموں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اُن کے دل میں عالموں کی عزت نہیں ورنہ عزت ہوتی تو کبھی عالموں سے بحث نہ کرتے۔ دیکھو اگر کوئی انجنیر کسی سرکاری عالی شان عمارت کے گرانے کا حکم دیدے اور عمارت کے عیب و نقصان کو پوری طرح بیان نہ کرے تو وہ عمارت فوراً گرا دی جاتی ہے۔ ذرا تامل نہیں کیا جاتا کیونکہ اس کو ماہر اور معتبر سمجھ کر اس کی رائے کو بہت

قابل قدر سمجھتے ہیں اور بڑے سے بڑا فاضل دل میں یوں جان لیتا ہے کہ جس بات کو انجینئر کی عقل
نفر معلوم کر سکتی ہے میری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ افسوس عالموں کو اتنا بھی نہیں سمجھا جاتا جتنا
انگریزی ڈاکٹر اور انجینئر کو سمجھتے ہیں۔ بعض اس سے بڑھ کر شریعت میں کاٹ چھانٹ کرنے کی
رائے دیتے ہیں کہ شریعت کے بعض احکام موقوف کر دیئے جائیں۔ اگر ایسی رائے دینے والوں
کی باتیں مانی جاویں تو شریعت تو تمام مٹ کر رہ جائے اور سوائے کفر اور بددینی کے اسلام کا
نام بھی باقی نہ رہے۔ حالانکہ مسلمان ہونے کا تقاضا تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بے
حیل و حجت مان لیتے افسوس یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ وکیل سے قانون اور دفعہ پوچھنے کا توحق
ہے مگر قانون کی وجہ دریافت کرنے کا حق نہیں کیونکہ اول تو اکثر وکیل وجہ کو جانتے ہی نہ ہوں گے
اور جو جانتے ہیں وہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قانون بتلانا ہمارا کام ہے۔ قانون کی وجہ بتلانا
ہمارا کام نہیں ہے۔ اگر قانون کی وجہ معلوم کرنا منظور ہے تو قانون بنانے والوں سے جاکر
پوچھو اور قانون کے بدلنے کی رائے دینا اور اس میں بحث کرنا تو حکومت کا صاف انکار ہے
افسوس دنیا کی حکومت کے قانون میں تو دخل دینا ناجائز سمجھا جاوے مگر شریعت کے حکموں
میں دخل دینا آسان سمجھا جائے۔ حکیم۔ ڈاکٹر سول سرجن جب کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے تو اس سے
کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ نسخہ کیوں تجویز کیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے اور عالموں سے وجہ پوچھی
جاتی ہے اور حجتیں نکالی جاتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ وہاں تو بیماری سے اچھا ہونا مقصود ہے
اور یہاں یہ مقصود ہی نہیں۔ ورنہ جب کسی عالم کی نسبت یہ تحقیق ہو جاتا کہ یہ روحانی حکیم ہیں
تو اُن کے نسخے کو بے حیلہ و حجت پی جاتے۔ اُن کے دلوں میں خود اللہ تعالیٰ کے حکموں ہی
کی قدر نہیں بلکہ ان کو کھیل بنا رکھا ہے۔ شریعت کے حکموں کا حال رسم و رواج کا سا سمجھتے
ہیں کہ جیسی مصلحت سمجھی اُس کے موافق بدل ڈالا۔ اب مصافحہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

۸

بعض وقت مصافحہ کرنے سے دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ فرض کیجئے ایک ہاتھ میں جوتا ہے
دوسرے ہاتھ میں چھتری ہے۔ اب مصافحہ کیسے کرے سوائے اس کے کہ جوتے کو رکھے تو خود کو
تکلیف دینا ہی نامناسب ہے۔ اسی طرح جو آدمی کام میں مشغول ہو اُس سے مصافحہ نہ کرنا چاہئے
اس سے تکلیف بھی ہوتی ہے۔ اور حرج بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص تیز چلا جا رہا ہو اس کو

مخصوص وقت مصافحہ کرنے سے تکلیف ہو تو ایسے وقت مصافحہ نہ کرنا چاہئے

مصافحہ کے لئے روکنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اس میں دوسرے ضروری کام کا حرج ہوتا ہے اس لئے تنگی ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض آدمیوں کی عادت ہے کہ مجلس میں پہونچکر سب آدمیوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور اگر وہ لوگ کسی شغل میں ہوں تو اتنی دیر تک سب بیکار ہو جاتے ہیں اور اس سے دل میں تنگی ہوتی ہے۔ اسی طرح اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ بعد وعظ کہنے کے وعظ کہنے والے سے ضرور مصافحہ کرتے ہیں۔ سو اول تو یہ بدعت ہے اور پھر تکلیف بھی ہے جس بات میں تکلیف ہو وہ نکرنا چاہئے جیسے اگر قرینہ سے معلوم ہو جائے کہ سفارش کرنیسے دوسرے آدمی پر بوجھ ہوگا تو ایسی سفارش نکرے۔ بعض دفعہ سفارش پر عمل کرنا اس آدمی کی مصلحت کے خلاف ہوتا ہے۔ اور سفارش کرنیوالے کے لحاظ اور اس کے دل ٹوٹنے کے خیال سے اپنی مصلحتوں کے خلاف کرنے پر اس کو مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اور اب سفارش کرنے والے تو اس خیال میں مست ہیں کہ ہم نے فلاں شخص کی حاجت پوری کردی مگر اس کی خبر نہیں کہ بلا وجہ اور ناحق دوسرے آدمی پر بوجھ ڈال کر اس کی مصلحتوں کا خون کیا۔ ایک نیکی کے لئے جو کہ واجب بھی نہ تھی مفت کئی برائیاں ذمہ لیں۔ اکثر لوگ ایک مصلحت تو دیکھ لیتے ہیں کہ ایک آدمی کو نفع پہونچگیا مگر اُن نقصانوں کو نہیں دیکھتے جو دوسروں کو پہونچے۔ اگر سفارش کی ضرورت ہو تو اس میں صاف ظاہر کر دینا چاہیئے کہ تمہاری مصلحت کے خلاف نہو تو یہ کام کرو۔ ورنہ خیر تاکہ دوسرے آدمی پر بوجھ نہ پڑے۔ دیکھیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضہ سے اُن کے شوہر مغیث کی سفارش کی کہ اُن کے ساتھ نکاح قبول کرلو۔ بریرہ رضہ چونکہ جانتی تھیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سفارش میں بوجھ نہیں ڈالتے۔ اس لئے انہوں نے پوچھا کہ آپ حکم فرماتے ہیں۔ یا سفارش۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ نہیں حکم نہیں دیتا سفارش کرتا ہوں۔ بریرہ رضہ کو چونکہ معلوم تھا کہ آپ سفارش قبول نہ کرنے سے ناراض نہ ہوں گے اس لئے انہوں نے صاف انکار کر دیا تو سفارش ایسی ہونی چاہیئے کہ دوسرے پر بوجھ نہ پڑے۔ بلکہ صاف کہدے کہ اگر مصلحت کے خلاف نہ ہو تو کرو، کچھ زور نہیں ڈالا جاتا۔ کہ صاحب یہ کام آپ کو ضرور کرنا ہوگا۔

افسوس ہم نے سب معاملے اور عادتیں بدل دیں۔ کس کس چیز کی اصلاح کیجئے۔ مثل مشہور ہے کہ اونٹ رے اونٹ تری کونسی کل سیدھی۔ غرض اس بات کا خیال رکھے۔ کہ جس کام سے دوسرے کو

تکلیف پہونچتی ہو۔ وہ نکرے جیسے دعوت کم آدمیوں کی تھی اور زیادہ آگئے۔ یہ مرض بھی
کچھ ایسا عام ہو رہا ہے کہ لوگ اکثر بیاہ شادی میں اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ خواہ دعوت کرنے
والے کے یہاں اتنا سامان بھی نہ ہو۔ ایک ظریف عہ آدمی تھے انہوں نے جو دیکھا کہ شادی
بیاہ وغیرہ عام دعوتوں میں ایک ایک دو دو کو ضرور ساتھ لیجاتے ہیں انہوں نے کیا دل لگی
کی کہ ایک دفعہ جو دعوت میں گئے تو اپنے ایک بچھڑے کو بھی ساتھ لیگئے اور جب کھانا رکھا
جانے لگا تو انہوں نے بچھڑے کے حصہ کی بھی رکابی رکھوائی۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا
حرکت ہے انہوں نے کہا کہ بھائی اور لوگ بِدُون بُلائے اپنی اولاد کو ساتھ لاتے ہیں میری
کوئی اولاد نہیں ہے میں اس کو عزیز رکھتا ہوں۔ اس لیے میں اسے لے آیا۔ غرض سب
شرمندہ ہوئے اور اس رسم کو موقوف کیا گیا حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایکدفعہ ایک شخص بلا کہے
دعوت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لئے۔ آپ نے مکان پر پہونچکر گھر والے
سے صاف فرمادیا کہ یہ ایک آدمی ہمارے ساتھ ہولیا ہے۔ اگر تمہاری اجازت ہو تو آئے
ورنہ چلا جائے۔ گھر والے نے اس کو اجازت دیدی اور وہ شریک ہوگیا۔ رہا یہ شبہ کہ شاید ۱۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے اس نے اجازت دیدی ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے
معاملوں میں حضور نے صحابہ کو اس قدر آزادی دے رکھی تھی کہ جس کا جی چاہتا قبول کرتا تھا اور
جس کا جی چاہتا تھا انکار کردیتا تھا چنانچہ حضرت بریرہ رض کا قصہ آپ نے ابھی سُنا ہے ایک
قصہ اس سے بڑھکر سنیئے۔ مُسلم شریف عہ میں ہے کہ ایک دفعہ ایک فارسی شخص نے جو کہ شوربہ عمدہ
پکاتا تھا۔ شوربہ پکاکر حضور کی دعوت کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ عائشہ
کی بھی دعوت کرو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں حضرت عائشہ کی نہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا
کہ پھر ہماری بھی نہیں پھر اُس نے اصرار کیا۔ حضور نے پھر یہی فرمایا۔ اُس نے چند بار انکار کیا
اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لحاظ کا بوجھ اور دباؤ ہوتا تو وہ انکار کیوں کرتا۔ پھر نہایت
خوشی سے اُس نے حضرت عائشہ رض کی بھی دعوت کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قبول فرمائی۔ اور یہ جائز ہے کہ دعوت قبول کرنے میں کوئی شرط لگا دی جائے۔ غرض اس قسم کا

عہ جنکی مذاق کرنے کی عادت ہو ۱۲ عہ حدیث کی ایک کتاب ہے ۱۲ منہ

تکلیف جو آج کل ہم لوگوں میں ہے۔ اُس زمانہ میں نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے اپنی حالت خود بگاڑ رکھی ہے اور مذہب اسلام کو غیر قوموں کی نظروں میں ہلکا کر دیا ہے اور ہماری اس بُری حالت کو جو ہم نے خود اپنی بیہودہ حرکتوں سے کر رکھی ہے غیر قومیں دیکھ کر غلطی سے مذہب اسلام کو ناقص سمجھنے لگتی۔ اور اصل میں ہم ہی نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے۔

(۵) جس طرح ان موقعوں پر مصافحہ کرنیسے تکلیف ہوتی ہے جس کا بیان کیا گیا اسی طرح کھانا وغیرہ کیوقت مصافحہ کرنا بھی سراسر بے تہذیبی ہے۔ ہاتھ تو سالن میں سن رہا ہے اُن کو مصافحہ کی پڑی ہے۔ بعض ایسی بے تمیزی کرتے ہیں کہ ہاتھ میں قارورہ کا برتن ہے بس اس کو رکھا اور مصافحہ کرنے لگے۔ یہ نفاست اور پاکیزگی کے بالکل خلاف ہے۔ اگرچہ ہاتھ میں کچھ نہ لگا ہو اصل اسکی یہہ حدیث ہے کہ جو شخص اپنے پیشاب کے مقام کو ہاتھ لگاوے تو وضو کرلے۔ امام شافعی تو اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ پیشاب کا مقام چھو لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر ہمارے امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حکم نفاست اور پاکیزگی کے لئے ہے۔ اور کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ یہ ہاتھ اب نماز کے قابل نہیں بہتر یہ ہے کہ یا تو وضو کرلے یا صرف ہاتھ ہی دُھولے۔ اور اسلام کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے پکارنے پر جواب دے۔ اس کے بھی آداب ہیں۔ چنانچہ امام ابو یوسف رح کو امام صاحب رح نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ اگر کوئی تم کو پیچھے سے پکارے تو جواب مت دو کیونکہ اُس نے تمہاری بے آبروئی کی ہے۔ کہ تم کو جانوروں کی طرح پیچھے سے آواز دیتا ہے اور اس حالت میں جواب نہ دینا غرور نہیں ہے۔ بلکہ ایک شخص کی درستی اور اصلاح ہے۔ اور واقع میں پیچھے سے آواز دینا کتنی بے تمیزی کی بات ہے۔ کہ کام تو ہمارا اور لیکن اُن کو یہ تہذیب کے خلاف ہے خود آگے بڑھ کر سامنے کی طرف سے آکر بولنا چاہیئے اور ایک حق یہ ہے کہ اگر کوئی دعوت کرے تو قبول کرلینا چاہیئے۔ اس کے بھی آداب ہیں۔ بعض آدمی غرور کی وجہ سے غریب کی دعوت قبول نہیں کرتے یہ بہت بُرا ہے اس پر مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے ایک مولوی صاحب کی دعوت ایک بیچارے غریب نے کی۔ مولوی صاحب اس کے ساتھ دعوت کھانے جارہے تھے راستہ میں ایک رئیس صاحب

ملاقات ہوئی - جو مولوی صاحب کے دوست تھے - رئیس صاحب نے پوچھا مولوی صاحب کہاں تشریف لیچلے - مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس سقے نے دعوت کی ہے - ان کے یہاں جارہا ہوں - رئیس صاحب ملامت کرنے لگے کہ مولوی صاحب آپ نے تو بالکل ہی بات ڈبودی اور ایسی ذلت اختیار کی - مولوی صاحب نے یہ لطیفہ کیا کہ اس سقہ سے فرمایا کہ اگر بھائی ان کو بھی دعوت میں لیچلو تو میں چلتا ہوں - ورنہ میں بھی نہیں چلتا - اب وہ سقہ رئیس کے گرد ہوا - اور خوشامد کرنے لگا - اوّل اوّل تو بہت عذر کئے - مگر خوشامد عجیب چیز ہے پھر اور لوگ بھی جمع ہوگئے - اور ان کو مجبور کرنے لگے - آخر مجبور ہو کر جانا پڑا - وہاں جاکر دیکھا کہ تمام سقے صف باندھیں کھڑے ہیں - اور رئیس صاحب کو معلوم ہوگیا کہ غریب لوگ مہمان کی جیسی تعظیم اور محبت کرتے ہیں وہ امیروں اور نوابوں کے یہاں خواب میں بھی نہیں دکھلائی دیتی تو مان گئے کہ واقعی جیسی راحت و عزت اور محبت غریبوں سے ملنے میں ہے وہ امیروں سے ملنے میں قیامت تک نہیں - اور حقیقت میں غریبی کے اندر بشرطیکہ پریشانی کی حد تک نہو جس قدر دین اور دنیا کی راحت ہے وہ امیری میں ہرگز نہیں - پھر اس کی فضیلت اور شرافت الگ رہی - حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ مجکو زندگی میں بھی مسکین رکھیئے - اور مسکین ہی ہونیکی حالت میں موت نصیب کیجئے اور قیامت میں مسکینوں کے ساتھ اٹھایئے - بس مال کی اتنی ضرورت ہے کہ فاقہ نہ ہو اور پریشانی نہ ہو - غرض یہ کہ غریب لوگ اگر دعوت کریں تو مالدار کو غرور کی وجہ سے انکار نہیں چاہیئے باقی ہر جگہ کی دعوت قبول کر لینا بھی نہ چاہیئے - جس میں یہ بھی تمیز نہو کہ خالص دل سے کی ہے - یا نہیں - آمدنی حلال ہے یا نہیں - گو اس میں زیادہ کھود کرید کی بھی ضرورت نہیں مگر پھر بھی جن لوگوں کے ہاں غالب گمان میں آمدنی کا زیادہ حصہ حرام ہے - اُن کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں جیسا آجکل موروثی زمین کی کثرت ہے - اسی طرح رشوت کی سو ایسے لوگوں کے ہاں دعوت قبول نہ کرے - ہاں اگر زیادہ حصہ مال کا حلال ہو تو جائز ہے لیکن اگر اُن کی تنبیہ کے لئے نہ کھاوئے تو زیادہ بہتر ہے - اسی طرح اگر گناہ کے جلسہ میں دعوت ہو تو قبول نہ کرے اگر اس کے پہونچ جانے کے بعد گناہ شروع ہو جیسے راگ باجہ

۱۲

روح سیزدہم ۱۳

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا یعنی جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن اور حدیث میں اسکا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی اور کچھ مشکل کام بھی نہیں تو ایسے آسان کام میں بے پروائی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بیجا اور بری بات ہے، پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی نہ بیکار پڑھنے کی نہ وضو کی نہ قبلہ کیطرف مونہہ کرنیکی نہ کسی خاص جگہ کی نہ ایک جگہ بیٹھنے کی ہر طرح سے آزادی اور چھٹی ہے پھر کیا مشکل ہے البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑہنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کیلئے یا اسلئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑہنے کا خیال آجاتا ہے خالی ہاتھ یاد نہیں رہتا تو اس مصلحت کیلئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور اسکا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائیگا۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھکو بزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو وہ دکھلاوا نہیں۔ اسکو دکھلاوا سمجھنا اور ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دہوکا ہے وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور وہ ایک دہوکا یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے جب دل سے ایکدفعہ یہ نیت کر لی کہ ہم ثواب کیواسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اسکے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جاوے مگر نیت نہ بدلے برابر ثواب ملتا رہیگا البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو انہیں دلکو ذکر کیطرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے فضول قصوں کیطرف خیال نہ لیجاوے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو اب ذکر کے بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں **آیات** (۱) پس تم مجھکو یاد کرو میں (عنایت سے) تمکو یاد رکھونگا (بقرہ) (۲) ایسے لوگ جو ہر حالمیں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی (آل عمران) (۳) اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر (خواہ) اپنے دل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کیساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور (ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں میں سے مت ہونا (اعراف) ف اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر بتلادیں تو جائز ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دلپر زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اسکا خیال رکھے کہ کسیکی عبادت یا نیند میں خلل نہ پڑے نہیں تو گناہ ہوگا (۴) (جن لوگونکو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ) لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے انکے دلونکو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس) سے دلونکو اطمینان ہو جاتا ہے (اس طرح سے کہ

۵۳

اُس سے حق تعالیٰ میں اور بندہ میں تعلق بڑھ جاتا ہی اور اطمینان کی جڑ یہی تعلق ہی) (رعد) (۵) (مسجدونمیں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ) انکو نہ (کسی چیز کا) خریدنا غفلت میں ڈالتا ہی اور نہ (کسی چیز کا) بیچنا اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے (نور) (۶) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اسمیں بڑی فضیلت ہی) (عنکبوت) (۷) اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو (احزاب) (۸) اے ایمان والو تمکو تمھارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں (منافقون) (۹) اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اُسی کے ہو جاؤ (الگ ہونیکا مطلب یہ ہی کہ خدا تعالیٰ کا علاقہ سب علاقوں پر غالب ہی) (مزمل) (۱۰) مراد کو پہنچا جو شخص (برے عقیدوں اور برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (اعلیٰ) احادیث (۱۱) حضرت ابوہریرہ و ابوسعید سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھیں اُنکو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اُنپر (خدا تعالیٰ کی) رحمت چھا جاتی ہی اور اُنپر چین کی کیفیت اُترتی ہی (مسلم) (۱۲) حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو اُنکی حالت زندہ اور مردہ کی سی حالت ہی (یعنی پہلا شخص مثل زندہ کے ہے اور دوسرا مثل مردہ کے کیونکہ روح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہی یہ نہو تو روح مردہ ہی) (بخاری مسلم) (۱۳) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی میں اُسکی (یعنی اپنے بندہ کی) ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہی پھر اگر وہ اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اسکا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اُسکا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اُس مجمع سے بہتر ہوتا ہی (یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں) (بخاری و مسلم) ف خدا تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں جیسا ہمارا جی ہی بلکہ مطلب یہ ہی کہ اُس یاد کی کسیکو خبر نہیں ہوتی جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہو گئی اور وہاں کے مجمع کا یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا اسکا مطلب یہ ہی کہ اُس مجمع کے زیادہ شخص اس مجمع کی زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ہیں یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص ہر شخص سے اچھا ہو سو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر کا ایسا ہو جسمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہوں جیسا آپ کے زمانہ میں تھا تو کسی فرشتہ یا پیغمبر کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہ آویگا (۱۴) حضرت انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں گذرا کرو تو اسکے میوے منہ جھپٹ کھایا کرو لوگوں نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں آپنے فرمایا ذکر کے حلقے (اور مجمعے) (ترمذی) (۱۵) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے جسمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اللہ کیطرف سے اُسپر گھاٹا ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹے جسمیں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اُسپر گھاٹا ہوگا (ابوداؤد)

ف مقصد یہ ہے کہ کوئی موقع اور کوئی حالت ذکر سے خالی نہ ہونا چاہئے (۱۶) عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت سے ہو گئے (مراد نفلی اعمال ہیں کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں مطلب یہ کہ ثواب کے کام اتنے ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا مشکل ہے) اسلئے آپ مجکو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ اسکا پابند ہو جاؤں (اور وہ سب کے بدلہ میں کافی ہو جائے) آپنے فرمایا اسکی پابندی کرو کہ تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے) (ترمذی و ابن ماجہ) (۱۷) ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برتر کون ہے آپ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنیوالے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنیوالی ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے (کیا یہ) اُس سے بھی (افضل ہے) آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اسقدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں (اپنے زخموں سے) رنگین ہو جائے اللہ کا ذکر کرنیوالا درجہ میں اُس سے بھی افضل ہے (احمد و ترمذی) **ف** وجہ ظاہر ہے کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کیلئے مقرر ہوا ہے جیسے وضو نماز کیلئے مقرر ہوا ہے (سورۂ حج) آیت الذین ان مکنّاھم میں اسکا صاف ذکر ہے تو یاد اصل ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے (۱۸) حضرت عبد اللہ بن عمر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ ہر شے کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے (بیہقی) (۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے قلب پر جمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہے وسوسہ ڈالنے لگتا ہے (بخاری) (۲۰) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ قلب ہے جسمیں سختی ہو (ترمذی) **ف** آخیر کی تین حدیثوں کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہے اور اصل سختی بُرے عملوں سے اور دونوں عملوں کی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال۔ پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے شیطان بُرے بُرے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے بُرے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی پس نیک کام نہیں ہوتے اور بُرے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو بُرے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے پس بُرا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں اس طرح سے صفائی اور سختی قلب میں پیدا ہو جاتی

ہے مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں کرنے سے ہوتی ہیں سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے کرنے کا اور بُرے کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نہ کرے وہ دھوکے میں ہے۔ یہاں تک کی حدیثیں مشکوۃ کی ہیں (۲۱) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کو اونچے اونچے درجوں میں داخل فرمائیگا (ابن حبان) **ف** یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا (۲۲) اُن ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں (احمد و ابویعلی و ابن حبان) (۲۳) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنا ذکر کرو کہ منافق (یعنی بددین) لوگ تمکو ریاکار (مکار) کہنے لگیں (طبرانی) (۲۴) معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی مگر جو گھڑی اُن پر ایسی گذری ہوگی جسمیں اُنہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا اُس گھڑی پر اُن کو حسرت ہوگی (طبرانی و بیہقی) **ف** مگر اُس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی، پس یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی (۲۵) عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی کے ہاں گئے اور اُس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں الخ اور آپ نے انکو منع نہیں فرمایا) ابوداؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح) **ف** یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی (کما قررہ الشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا بعضے خاص خاص ذکروں کا بھی ثواب آتا ہے انمیں سے بعضے آسان اور مختصر بطور نمونہ بتلاتا ہوں جیسے (الف) لا الٰہ الا اللہ یا مع محمد رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم (ب) سبحان اللہ (ج) الحمد للہ (د) اللہ اکبر (ہ) لاحول ولا قوۃ الا باللہ (و) استغفر اللہ و اتوب الیہ (ز) درود شریف جو کسی طرح سے ہو ایک ہلکا سا یہ ہے اللھم صل علی محمد و علی اٰل محمد (نسائی عن زید بن خارجہ) **خلاصہ** یہ کہ ذکر سے غافل مت ہو خواہ کوئی خاص ذکر کرو یا عام پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی کسی وقت کوئی پھر خواہ بے گنتی خواہ اُنگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے، اور بعض دعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں اگر شوق ہو تو کسی دیندار عالم سے پوچھ لو ورنہ نمونہ کے طور پر جو ابھی لکھدی ہیں یہ بھی کافی ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے (**اشرف علی**)

۵۶

در حدیث دیگر این دل دان چنان کآب جوشان ز آتش اندر قازغان

یعنی دوسری حدیث میں ہے کہ اِس دل کو ایسا جانو کہ جیسے کہ پانی آگ کیوجہ سے ہانڈی میں جوش کھاتا ہو اس حدیث کو احیاء العلوم میں امام غزالی نے بالفاظ ذیل نقل کیا ہے مثل القلب فی تقلبہ کالقدر اذا استجمعت غلیاناً۔

ہر زمان دل را دگر رائے بود آن نہ از وے لیک از جائے بود

یعنی ہر وقت دل کی ایک نئی حالت ہوتی ہے اور وہ اوسکی طرف سے نہیں بلکہ کسی اور جگہ سے ہوتی ہے۔

پس چرا ایمن شوی بر رائے دل عہد بندی تا شوی آخر خجل

یعنی پس دل کی رائے پر کس لئے بے خوف ہو جاتے ہو اور عہد باندھ لیتے ہو یہان تک کہ شرمندہ ہوتے ہو۔ یہ فرماکر آگے فرماتے ہیں کہ۔

این ہم از تاثیر حکم است و قدر چاہ می بینی و نتوانے حذر

یعنی یہ بھی حکم قدر ہی کا اثر ہے کہ کنواں دیکھتے ہو اور بچ نہیں سکتے۔ تو جب یہ بات ہے تو پھر قضا سے بچکر قضا ہی کیطرف جاوے اور اوسی سے چارہ جوئی اور مدد چاہے۔

نیست خود از مرغ پران این عجب کو نہ بیند دام و افتد در عطب

یعنی اُڑنے والے جانور سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ جال تہ دیکھے اور مصیبت میں پڑجائے (مگر)

این عجب کہ دام بیند ہم وتد گر بخواہد ور نخواہد مے فتد

یعنی عجیب بات تو یہ ہے کہ جال دیکھتا ہے اور کھونٹا بھی دیکھتا ہے اور اگر چاہے یا نہ چا...
گر پڑتا ہے مطلب یہ کہ دیکھو جو جانور کہ ہوا میں اڑ رہا ہے اوس نے جو جال نہیں دیکھا...
اگر وہ آکر پھنس جاوے تو کوئی تعجب نہیں ہے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ ایک جانور سامنے...
بیٹھا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ اوس کے لئے جال بچھایا جا رہا ہے مگر پھر بھی پھنس جاتا...

چشم باز و گوش باز و دام پیش سوئے دامے پر دبا پر خویش

یعنی آنکھ کھلی ہوئی کان کھلے ہوئے اور جال سامنے اور جال کیطرف اپنے ہی پر وں...
اڑتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ کوئی اور شے ہے جو اوسکو اوس طرف لیجا رہی ہے ورنہ اگر...
اوسکو من کل الوجوہ اپنا اختیار ہوتا تو یقیناً جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ پھنستا۔ آگے...
مولانا اسکو خود ایک مثال میں بیان فرماتے ہیں کہ۔

قضا کو جان سے تشبیہ دینا کہ صورت تو پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

۱۵۸

بنگر اندر دلق مہتر زادۂ سر برہنہ در بلا افتادۂ

یعنی ایک امیر زادہ کی گدڑی کو دیکھو کہ وہ سر برہنہ ہے اور بلا میں پڑا ہوا ہے

در ہوائے یک نگارے سوختہ قمشہ و املاک خود بفروختہ

یعنی ایک معشوق کے عشق میں جلا ہوا ہے متاع اور املاک اپنے بیچے ہوئے ہے۔

خوار گشتہ در میان قوم خویش مرہمش نایاب و دل ریش از مرش

یعنی اپنی قوم میں ذلیل ہوا اور اوس کا مرہم نایاب ہے اور اوس کا دل اوسکے
عشق سے زخمی ہے۔

خان و مان رفتہ شدہ بدنام و خوار　　کام دشمن میرود ادبار وار

یعنی خان ومان برباد شدہ اور بدنام و ذلیل اور دشمن کا مقصد ادبار کی طرح چلتا ہے۔ دشمن سے مراد نفس و شیطان یعنے سب گھر بار برباد کئے ہوئے ہے اور نفس و شیطان کا قابو چلا ہوا ہے۔

زاہدے بیند بگوید اے کیا　　ہمتے میدار از بہر خدا

یعنی کسی زاہد کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اے بزرگ خدا کے لیئے دعا کیجئے۔

کاندرین ادبار زشت افتادہ ام　　مال و زر و نعمت از کف دادہ ام۔

یعنی کہ میں اس ادبار زشت میں پھنس گیا ہوں اور مال وزر اور نعمت ہاتھ سے برباد کر دی ہے

۱۵۹

ہمتے تا بو کہ من زین وارہم　　زین گل تیرہ بود کہ برجہم

یعنی ایک دعا کیجئے تاکہ شاید کہ میں اس سے چھوٹ جاؤں اور اس تیرہ و تاریک کیچڑ سے نکل جاؤں۔

این دعا میخواہد او از عام و خاص　　تا کہ یابد یکدمے از غم خلاص

یعنی وہ یہ دعا ہر عام و خاص سے چاہتا ہے تاکہ ایک دم کے لیئے غم سے خلاصی پائے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

دست و بازو پائے باز و بند نے　　نے موکل بر سرش نے آہنے

یعنی ہاتھ کھلے ہوئے پاؤں کھلے ہوئے کوئی قید نہیں ہے نہ تو اوس کے سر پر کوئی سپاہی ہے اور نہ کوئی بیڑی وغیرہ ہے۔

از کدامیں بند میجوئے خلاص وز کدامیں قید میخواہی مناص

یعنی کون سے بند سے خلاصی ڈھونڈھتا ہے اور کون سی قید سے خلاصی چاہتا ہے مطلب یہ کہ یہ جو سب سے کہتا پھرتا ہے کہ دعا کرو کہ میں قید سے چھوٹ جاؤں تو ظاہر میں اوس پر کوئی قید ہی نہیں پھر کیوں کہتا پھرتا ہے کہ دعا کرو کہ قید سے نکل جاؤں۔ یہ سوال کر کے مولانا خود ہی جواب دیتے ہیں کہ۔

بند تقدیر و قضائے مختفی کہ نہ بیند آن بجز جان صفی

یعنی یہ قید تقدیر قضائے پوشیدہ کی ہے کہ اوسکو بجز برگزیدۂ حق کے اور کوئی دیکھتا بھی نہیں ہے۔

۱۶۷۰ گرچہ پیدا نیست آن در مکمن است بدتر از زندان و بند آہن است

یعنی اگرچہ یہ قید ظاہر نہیں ہے اور پوشیدگی میں ہے مگر زندان اور قید آہنی (ظاہری) سے سخت ہے آگے اوس کا اس ظاہری قید سے سخت ہونا بتاتے ہیں کہ۔

زانکہ آہنگر مر آن را بشکند حفرہ گر ہم خشت زندان بر کند

یعنی اسلئے کہ اوس (قید ظاہری) کو تو لوہار توڑ دیتا ہے یا نقب زن زندان کی اینٹ اوکھاڑ دیتا ہے۔

این عجب این بند پنہان گران عاجز از تکسیر آن آہنگران

یعنی یہ عجب ہے کہ یہ قید پوشیدہ اور گراں ہے کہ اوس کے توڑنے سے لوہار بھی عاجز ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ قید اس قید ظاہری سے سخت تر ہے آگے فرماتے ہیں کہ

دیدن آن بند احمدؐ را رسد بر گلوئے بستہ حبل من مسد

یعنی اس قید کو دیکھنا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے کہ گلو پر ایک رسی لپیٹ رکھا ہے بندہی ہوئی۔

دید بر پشت عیال بولہب تنگ ہیزم گفت حمال الحطب

یعنی بولہب کے گھر والوں کی پشت پر ایک لکڑیوں کا گٹھا دیکھا تو کہا کہ حمال الحطب۔

حبل و ہیزم را جز آن چشمے ندید کہ پدید آید برو ہر ناپدید

یعنی رسی اور لکڑیوں کو سوائے اوس آنکھ کے کسی نے نہیں دیکھا جسپر کہ ہر ظاہر اور غیر ظاہر ظاہر ہوتا ہے

۱۶۱ باقیانش جملہ تاویلے کنند کاین ز بیہوشی ست و ایشان ہوشمند

یعنی باقی لوگ اوسکی تاویل کرتے ہیں اسلیئے کہ یہ تاویل تو بیخبری کی وجہ سے ہے اور وہ خبردار ہیں احمدؐ سے مراد اہل اللہ ان اوپر کے چاروں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ اوس قضا کے دیکھنے کیلئے اہل اللہ کی چشم چاہیئے جو کہ نائب رسول ہوں اور دیکھو کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بولہب کی بیوی کی کمر پر لکڑیاں لدی ہوئی دیکھیں اور رسی لٹکتی ہوئی دیکھی تو فرمادیا کہ حمالۃ الحطب تو دیکھو اوس گذشتہ واقعہ کو آپنے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دوسرے لوگ تو اسکی تاویل کرتے ہیں مگر مولانا فرماتے ہیں کہ تاویل کی ضرورت ہی نہیں اسلیئے کہ اسمیں کیا حرج ہے کہ کہا جاوے کہ وہ قضا صورت میں متمثل ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خود رسی اور لکڑیاں نظر آئیں تو بس قضا کے دیکھنے کے لیئے چشم بصیرت کی ضرورت ہے ورنہ اور لوگوں کو کیا خبر آگے پھر اوس مثال کیطرف رجوع ہے کہ دیکھو ظاہر میں اوسپر کوئی قید معلوم نہیں ہوتی۔

لیک از تاثیر آن پشتش دو تو   گشتہ و نالان شدہ در پیش او

یعنی لیکن اوسکی تاثیر کیوجہ سے اوسکی پشت دوہری ہو رہی ہے اور اوس زاہد کے آگے رو رہا ہے (اور کہہ رہا ہے)

کہ دعائے ہمتے تا وا رہم   تا ازین بند نہان بیرون جہم

یعنی کوئی دعا اور مدد کیجئے تاکہ میں چھوٹ جاؤں اور تاکہ اس قید پوشیدہ سے باہر نکل جاؤں تو پس معلوم ہو گیا کہ بند قضا کوئی شے ہے کہ جو اس قید ظاہری کے علاوہ ہے اور مولانا فرماتے ہیں کہ۔

آنکہ بیند این علامتہا پدید   چون نداند او شقی را از سعید

۱۶۲ یعنی جو شخص کہ ان علامتوں کو دیکھ رہا ہے وہ شقی کو سعید سے کس طرح ممتاز کر کے نہ دیکھے گا مطلب یہ کہ جو شخص کہ ایسی پوشیدہ بات کو دیکھ لیتا ہے تو بھلا وہ یہ تو کیوں معلوم نہ کرے گا کہ فلاں شخص اچھا ہے فلاں برا ہے۔ یقیناً معلوم کر لیتا ہے۔ مگر۔

داند و پوشد بامر ذو الجلال   کہ نباشد کشف راز حق حلال

یعنی جانتا ہے اور حکم حق کی وجہ سے پوشیدہ رکھتا ہے اسلئے کہ حق تعالے کے راز کو ظاہر کرنا حلال نہیں ہے۔ یعنی بعض مرتبہ بعض بات کا اظہار مضر ہوتا ہے لہذا وہ اوس قضا کو کہ یہ شخص برا ہے اور یہ اچھا ہے ظاہر نہیں کرتے ورنہ وہ سب جانتے ہیں اور قضا اونکو آنکھوں سے نظر آجاتی ہے آگے اوس فقیر کے قصہ کو اور امتحان حق کو بیان فرماتے ہیں

این سخن پایان ندارد آن فقیر   از مجاعت شد زبون و تن اسیر

یعنی اس بات کی انتہا نہیں ہے اور وہ فقیر بھوک کیوجہ سے ضعیف اور تن اسیر ہو گیا ہے

اس نذر کرنے والے فقیر کا درخت امرود سے پھل توڑنے پر مضطر ہونا اور اسیوقت حق تعالی کیطرف سے اوسکی گوشمالی ہونا

پنج روز آن باد امرودے نریخت ... ز آتش جوعش صبوری میگریخت

یعنی پانچ روز تک ہوا نے کوئی امرود نہ گرایا۔ تو اوس درویش کی آتش جوع سے صبر بہا گتا تہا۔ یعنی اوسکو مارے بہوک کے صبر کی تاب نہ رہی۔

بر شاخے مرودے چند دید ... باز صبرے کرد و خود را واکشید

یعنی ایک شاخ پر چند امرود دیکھے تو پہر صبر کیا اور اپنے کو ہٹا لیا یعنی جب ہی احتیاط کی۔ اور نفس کو سمجہا لیا کہ اوپر لگ رہے ہیں کون توڑے مگر وہاں تو منظور امتحان تہا جب اوس نے اس طرح پرہیز کیا تو یہ ہوا کہ

۶۴

باد آمد شاخ را سر زیر کرد ... طبع را بر خوردن آن چیر کرد

یعنے ہوا آئی اور شاخ کے سر کو نیچے کر دیا اور طبیعت کو اوس کے کہانے پر غالب کر دیا۔

جوع و ضعف و قوت جذب قضا ... کرد زاہد را ز نذرش بیوفا

یعنی بہوک نے اور ضعف نے اور جذب قضا کی قوت نے زاہد کو اوسکی نذر سے بیوفا کر دیا۔

چونکہ از امرود بن میوہ شکست — گشت اندر عہد و نذر خویش سست

ہم در آندم گوشمالِ حق رسید — چشم او بکشاد و گوش او کشید

مخلصان ہستند دائم در خطر — امتحانہا ہست در رہ ای پسر

یا مکن نذرے کہ نتوانے وفا — بر خطر منشین و بیرون جہ بلا ۱۶۴

نذر را باید وفا در راہِ حق — لیک حق تا خود کرا بدہد سبق

عہدہا بستیم بس در کارہا — نذرہا کردیم در سر بارہا

قوت آن کو کہ پایان آوریم — عاجزیم و ناتوان و مضطریم

گر نہ فضلت دستگیر ما شود — وائے بر ما زانکہ رسوائی بود

نذر ما را با وفا پیوستہ دار — عہد ما را از کرم دار استوار

باز گشتم سوئے قصہ کان فقیر — عہد چون بشکست در دم شد اسیر

تخریج بعض الروایات الواردۃ فی الدفتر السادس من المثنوی المعنوی اوشرحہ کلید مثنوی

قول الشارح

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قلت انہ وان لم ینقل لفظًا لکنہ صحیح معنے کما حققہ فی المقاصد الحسنۃ

قول الشارح

حدیث قال اللہ تعالیٰ اعطیھم من حلمی وعلمی روی البیھقی عن ام الدرداء فی فضل ھذہ الامۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اللہ تبارک وتعالیٰ قال یا عیسیٰ انی باعث من بعدک امۃ اذا اصابھم ما یحبون حمدوا اللہ وان اصابھم

صاحب کلید کا قول

حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث گو لفظًا منقول نہیں لیکن معنے صحیح ہے جیسا کہ مقاصد حسنہ میں تحقیق کیا ہے

صاحب کلید کا قول

حدیث قال اللہ تعالیٰ اعطیھم من حلمی وعلمی بیہقی نے اس امت کی فضیلت میں ام الدرداءؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تمہارے بعد ایک ایسی امت قائم کرنیوالا ہوں کہ جب انکو کوئی محبوب حالت پیش آویگی وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور اگر انکو کوئی ناگوار حالت پیش آوے گی تو وہ اوسمیں ثواب کی امید رکھیں گے اور صبر کریں گے حالانکہ اونمیں نہ حلم ہوگا نہ عقل ہوگی اونھوں نے عرض کیا اے رب یہ بات اونکو کیسے میسر ہوگی حالانکہ اونہیں

ما یکرھون احتسبوا
وصبروا ولا حلم
ولا عقل فقال
یارب کیف یکون
ھذا لھم ولا حلم
ولا عقل قال
اعطیھم من حلمی
وعلمی کذا فی المشکوٰۃ

قول الشارح حدیث آل محمد
کل تقی اوردہ فی الجامع الصغیر من
الطیالسی و فی کنز الحقائق عن الطبرانی

قولہ ہیچو احمد کو برد بوز یمن اشتاق
الی حدیث انی
لاجد نفس الرحمن
من ھھنا واشار الی
الیمن رواہ
الطبرانی کذا فی
کنز العمال
ج ۶ ص ۲۰۵

قولہ واں گلو گزارش حق نور یافت

۴۲

حلم ہوگا نہ عقل ہوگی ارشاد ہوا کہ میں انکو
اپنے حلم اور علم میں سے دیدوں گا اسیطرح
ہے مشکوٰۃ میں **ف** یعنی ان کے علم و حلم
ضعیف سے کام لینے میں اکتساب کا حصہ
کم ہوگا وہب کا حصہ زیادہ ہوگا دوسری
امتوں میں اس کا عکس ہے یہ وجہ ہے
تخصیص کی ورنہ جس میں علم و حلم ہوا ہے
وہ عطائے حق ہی ہے۔

قول صاحب کلید حدیث آل محمد
کل تقی اسکو جامع صغیر میں طیالسی سے
وارد کیا ہے اور کنوز الحقائق میں طبرانی سے

قول مثنوی ہیچو احمد کو برد بو از یمن
اشارہ ہے اوس حدیث کی طرف کہ میں
رحمٰن کا دم اس طرف سے پاتا ہوں اور
یمن کی طرف اشارہ فرمایا اسکو طبرانی
نے روایت کیا اسی طرح ہے کنز العمال
ج ۶ ص ۲۰۵ میں **ف** اس حدیث کے
معنی کی تحقیق شطر اول میں کتاب الصلوٰۃ
سے ذرا پہلے گذر چکی ہے

قول مثنوی واں گلے گزارش حق نور یافت

اشارة الی الحدیث المرفوع ان الله خلق خلقه فی ظلمة فالقی علیهم من نوره فمن اصابه من ذلك النور اهتدی ومن اخطأه ضل رواه احمد والترمذی كذا فی المشكوة

یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی طرف کہ اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کو ظلمت میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا سو جسکو نور میں سے کچھ پہونچ گیا وہ ہدایت پاوے گا اور جسکو وہ نور نہیں پہونچا وہ گمراہ ہوگا۔ روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے اسی طرح ہے مشکوۃ میں ف یہ پہونچنا نہ پہونچنا اضطراری نہیں حق تعالی کا اختیاری ہے

قولہ نے بنی فرمود جود محمدہ الخ

اشارة الی الحدیث المرفوع ولفظه السخاء شجرة فی الجنة فمن كان سخیا اخذ بغصن منها فلم یتركه الغصن حتی یدخله الجنة والشح شجرة فی النار فمن كان شحیحا اخذ بغصن منها فلم یتركه الغصن حتی یدخله النار رواه البیهقی فی

قول صاحب مثنوی نے بنی فرمود جود محمدہ الخ

یہ اشارہ ہے اس حدیث مرفوع کی طرف اور اوس کے الفاظ یہ ہیں کہ سخاوت ایک درخت ہے جنت میں سو جو شخص سخی ہوتا ہے وہ اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑے ہوئے ہے وہ شاخ اس کو نہ چھوڑے گی جب تک کہ اوسکو جنت میں داخل نہ کر لیگی اور بخل ایک درخت ہے دوزخ میں سو جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑے ہوئے ہے وہ شاخ اوسکو نہ چھوڑے گی جب تک کہ اسکو دوزخ میں داخل نہ کرلے گی۔ روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں

۴۳

شعب الایمان کذا فی المشکوۃ

قول الشارح فی الرمل

حدیث مسلم
المرفوع کان
نبی من الانبیاء
یخط فمن
وافق خطہ
فذاک
کذا فی المشکوۃ

قولہ مصطفٰی فرمود الی قولہ
برنا یا صبی فی المقاصد
الحسنۃ ص۱۷۰ فی تحقیق حدیث
ما من نبی نبیٔ الا بعد الاربعین
قال ابن الجوزی موضوع

قول الشارح لو تعلمون ما اعلم
فی الحاشیۃ عن الجامع الصغیر
قال صلی اللہ علیہ وسلم
لو تعلمون ما انتم ملاقوہ
بعد الموت ما اکلتم طعاماً
علی شھوۃ ابداً

اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

صاحب کلید کا قول۔ در بارہ رمل کے مسلم کی مرفوع حدیث ہے کہ انبیاء میں ایک نبی تھے جو خطوط بنایا کرتے تھے (جیسے رمل میں خطوط ہوتے ہیں) ہو جسکا خط (رمل) اون (کے خط) کے موافق ہو ٹھیک ہے (اور جس کا موافق ہونا معلوم نہ ہو وہ ممنوع ہے اور چونکہ کوئی سند صحیح موجود نہیں اس لئے موافقت ثابت نہیں اسلئے جواز بھی نہیں) اسی طرح ہے مشکوۃ میں۔

قول صاحب مثنوی مصطفٰی فرمود الی قولہ برنا یا صبی مقاصد حسنہ میں ہے اس حدیث کی تحقیق میں کہ کوئی نبی چالیس برس کی عمر سے کم میں نبی نہیں بنائے گئے ابن الجوزی نے اسکو موضوع کہا ہے۔

صاحب کلید کا قول حاشیہ میں جامع صغیر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو واقعات تمکو بعد موت کے پیش آنے والے ہیں اگر تمکو اونکی پوری خبر ہو جاوے تو کبھی کھانا رغبت سے نہ کھاؤ (اور بغرض حفاظت ن نفسِ جان کھانا اور بات ہے)

حضرات جمہوری سلطنت محض شورہ کا نام نہیں ہے بلکہ جمہوری سلطنت میں شورے کے خاص
اصول بھی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر اختلاف ہو تو کثرت رائے پر فیصلہ ہو
ور بادشاہ اس کے خلاف ہرگز نہ کر سکے اور اگر بادشاہ سب کو جمع کرکے کوئی رائے لے
مگر سب کے خلاف اپنی رائے پر عمل کرے تو وہ سلطنت شخصی ہوگی۔ پس معلوم ہوا کہ محض شورہ
سے سلطنت کا جمہوری ہونا لازم نہیں آتا۔ اب اس کو ثابت کیا جائے کہ صحابہ کرام رض
کی سلطنت میں کبھی یہ بات ہوئی ہے۔ کوئی ایک ہی واقعہ میں تبلاویں کہ خلیفہ شورہ دینے
کے بعد مجبور کیا گیا ہو کہ جو شیروں نے رائے دی ہو اُس کے خلاف نہ کیا ہو۔ شریعت سے
سلطنت شخصی ہی ثابت ہے۔ اور اسی آیت سے ثابت کئے دیتا ہوں جس سے آپ
ثابت کرتے ہیں۔ مگر آپ وشاورھم فی الامر تک تو پہنچے فاذا عزمت فتوکل
علی اللہ اس پر آپ نے اُنگلی رکھ لی۔ یا آپ کی پرواز فکر ہی وہاں تک نہیں پہونچی۔
دیکھیے یہ جملہ صاف صاف بتلا رہا ہے کہ شریعت میں سلطنت شخصی ہی ہے۔ کیونکہ مشورہ کے
بعد اذا عزم اکثرھم و اذا عزموا نہیں فرمایا بلکہ مدار حکم محض حضور ہی کے عزم پر رکھا گیا
ہے کہ بعد مشورہ جب آپ تنہا کسی بات کا عزم فرمائیں تو خواہ وہ سب کے مشورہ کے موافق ہو
یا مخالف آپ خدا پر بھروسہ کرکے کام شروع کر دیجئے۔ اور اسی طرح اور ایک دوسری آیت سے
ثابت ہے سورۂ نور میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ
واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک
اولئک الذین یومنون باللہ ورسولہ فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن
لمن شئت منھم الایۃ۔ اس کا بھی حاصل یہی ہے کہ لوگ جب کسی مجمع کے کام کے لئے
جمع ہوا کریں اور پھر اُن میں سے کوئی یا اکثر یا سب جانا چاہیں تو آپ سے پوچھ کر جایا کریں۔ اگر جمہوریت
کوئی چیز ہوتی تو بعض صورتوں میں جبکہ جانے والے آدھے سے زیادہ ہوں۔ آپ سے پوچھنے کی
ضرورت نہ تھی پھر آگے فرماتے ہیں کہ جب وہ پوچھیں جب بھی آپ کو اختیار ہے جاہے جسے
اجازت دیں جاہے جسے اجازت نہ دیں۔ اب بتلائیے اس سے شخصی سلطنت ثابت
ہے یا جمہوری۔ اگر جمہوری ہوتی تو جس وقت اکثر حصہ مجمع کا اجازت چاہتا تو آپ کو منع فرمانے کا

۳۷

کچھ اختیار نہ ہوتا ۔ میں نے کہا کہ تم لوگ جس جس کام کے ہو وہ ہی کرتے ہو جس کام کے
ہو اسمیں دخل نہ دو ۔ ترجمہ دیکھنے سے عالم نہیں ہو سکتے ۔

(۸۶) فرمایا کہ کیا کہوں کہ جب دین کا کام کسی نبی پر منحصر نہیں ہے تو کیا کسی فرد پر موقوف
ہوگا ۔ حضرت عمر رضہ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضہ کے پاس ایک عیسائی منشی
تھا ۔ حضرت ابو موسیٰ رضہ سے جناب امیر المومنین نے پوچھا ۔ تمہارے پاس منشی عیسائی ہے ۔ انہوں نے
عرض کیا جی ہے ۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اُسے موقوف کردو ۔ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ
حساب اچھا جانتا ہے ۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اگر وہ مرجاوے تو جب بھی تو کچھ انتظام کرو گے
وہ ہی انتظام اب کرلو ۔ جب واپس تشریف لیگئے تو معلوم ہوا کہ وہ عیسائی مرا ہوا پڑا ہے
فرمایا کہ یہ لوگ تھے ۔ اور لیجئے حضرت عمر رضہ نے جب حضرت خالد رضہ بن الولید کو معزول کیا اور
ابو عبیدہ رضہ کو گورنر کیا ہے ۔ تو لوگوں نے اُن کے ضُعف کی وجہ سے عرض کیا کہ حضرت خالد رضہ
جگہ ایسے ضعیف شخص کو مقرر نکرنا چاہئے ۔ حضرت عمر رضہ نے جس دلیل سے لوگوں کو اُن کا ناکا
ثابت کیا تھا اُسی دلیل سے مفید ہونا ثابت کردیا اور فرمایا کہ اسی واسطے تو معزول کیا ہے
لوگوں کی نظر انہیں تک پہنچتی ہے ۔ آگے نہیں بڑھتی ۔ اب ابو عبیدہ کو دیکھکر ہر شخص خدا کی
طرف متوجہ ہوگا ۔ پھر فرمایا دیکھئے یہ مشاہدہ ہے اور پُرانے لوگوں سے اکثر یہ سُنا ہے کہ
جب یہ نہریں نہیں تھیں تو جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی تو رب العالمین کی طرف نگاہیں
اُٹھتی تھیں ۔ اُن سے طلب کرتے تھے ۔ وہاں سے مدد ہوتی تھی ۔ اب جب سے نہریں ہو گئی
ہیں ۔ بس اپنی تدبیر اسباب پر نظر ہے اور اسی کو کافی سمجھتے ہیں ۔ اسلئے مسبب الاسباب کی طرف
سے امداد کم ہورہی ہے بارش کم ہوتی ہے ۔

(۸۷) فرمایا کہ آج پانی پت کی ایک خبر معلوم ہوئی ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں
کہ بس جی آج سے ہم اُن کو یعنی احقر کو مولوی ہی نہ سمجھیں گے ۔ بھلا میں نے کب کہا ہے کہ
مولوی کہو ۔ میں تو بقسم کہتا ہوں کہ میں خود بھی اپنے علم کا قائل نہیں ۔ یہاں تک کہ جب
طالب علم آجاتا ہے تو واللہ مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میری قلعی نہ کھل جائے ۔ ایک شخص نے
کہا کہ وہ تو خود اس سے خوش ہوتے ہیں کہ کوئی اُن کو مولوی نہ کہے ۔ اور وہ تو ایک شخص

کہ جب اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ ایک مرید کم ہو گیا تو خوش ہوتا ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو کہ دو کم ہو گئے تو زیادہ۔ اور فرمایا کہ میرا یہ کبھی قصد نہیں ہوتا کہ اپنے مقابل کو گفتگو میں مغلوب کر دوں یا وہ میری موافقت کرے بلکہ یہ قصد ہوتا ہے کہ خدا کرے یہ بھی سمجھیں اور میں بھی سمجھوں اور حق بات معلوم ہو جائے۔

(۸۸) فرمایا ایک شخص کا خط آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب اُس نے بیس[۲۰] دن کے بعد اپنی سالی سے نکاح کر لیا ہے۔ یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور شامی میں جو مرد کے واسطے بیس عدتیں لکھی ہیں۔ اُس کا کیا مطلب۔ میں نے لکھا کہ نکاح تو ہو گیا۔ اور شامی میں جو لکھا ہے خود دیکھ لو مجھ سے کیوں دریافت کرتے ہو[۱]

(۸۶) فرمایا کہ اکبر حسین جج نے ایک عجیب بات لکھی ہے وہ بہت بڑے عاقل شخص ہیں اور غالباً انہوں نے اس واقعہ کو نظم بھی کیا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رفتار زمانہ کے مطابق چلنا چاہیے۔ یہ بات بالکل بے جوڑ ہے کیونکہ زمانہ تو خود ہمارے ہمارے مجموعۂ افعال و اقوال کا نام ہے اور یہ ہمارے تابع ہے۔ ہم اس کے تابع کیسے ہو جائیں۔

(۸۹) فرمایا کہ مشائخ کے یہاں تو یہ بھی فخر ہوتا ہے کہ ہمارے مرید تو بیوی بچوں سے بھی زیادہ آزاد ہیں۔ ایک شخص کا خط آیا ہے کہ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ بہت تعلق ہے یہ مضر تو نہیں، میں نے لکھا ہے کہ مضر بالکل نہیں بلکہ مفید ہے۔ ہاں اگر وہ دین کے خلاف کوئی فعل کرے تب اُس سے بچو۔ چونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اگر وہ بے دین ہوتا ہے تو اپنے دین بگڑنے کا اندیشہ ہے اور پھر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی صورت تک پارچۂ حریر پر دکھائی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ پہلے ہی سامان ہو چکا تھا۔ اگر یہ مانع ہوتا تو حضور کے واسطے کیوں تجویز کیا جاتا۔ کیونکہ آپ کی نظر تو ہر وقت خدا پر رہتی تھی۔

(۹۰) فرمایا بعض سوالات کا جواب دینے میں بہت تنگی ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ میں حج کو جانا چاہتا ہوں۔ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں اور وہ پہلے سے

---

[۱] سائل صاحب عالم بھی ہیں۔ ۱۲ از جامع

حاجی بھی ہیں اور اُن کو منع کروں تو دل نہیں چاہتا - دوسری بات یہ ہے کہ لوگ اس کو ممانعت پر محمول کر لیتے ہیں کہ دیکھو طاعت سے روکتے ہیں - اوّل تو طاعت سے کوئی روکتا نہیں اور اگر چھوٹی طاعت سے روک کر کسی بڑی طاعت کا حکم کردیں تو اس کو کوئی دیکھتا نہیں - اس لئے میں نے یہ لکھدیا ہے کہ آپ کی اس سفر سے کیا غرض ہے - اب وہ خود سمجھ کر لکھیں گے -

(۹۱) فرمایا کہ لوگوں میں سے جہل گیا نہیں - ایک صاحب کا خط آیا ہے کہ آپ نے تین ہزار اسم ذات بتایا ہے - فقط اسم ذات سے کیا ہوتا ہے کچھ اور بھی بتادیجئے - میں نے جواب لکھا ہے کہ چونکہ آپ خود شیخ ہیں اسلئے میں نے بقیہ خط نہیں پڑھا - اپنا علاج خود کرلو - اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ غصہ سے نہیں لکھا ہے بلکہ یہ اُن کا علاج ہے - دیکھتے ہی سیدھے ہو جاویں گے -

(۹۲) فرمایا کہ اور سنیئے ایک خط اور بھی ایسا ہی آیا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو ہدایت نہیں کریں گے تو وہ خراب ہو جاویں گے - اور آپ کو بھی اس سے گناہ ہوگا - لہذا آپ کو چاہئے کہ ہماری خبر لیتے رہیں - میں نے جواب لکھدیا ہے کہ یہ بھی تو لکھنا چاہیے تھا کہ اگر تم کفر کرو گے تو ہمیشہ دوزخ میں رہو گے یہ کیوں نہیں لکھا - کیونکہ یہ بھی جملہ شرطیہ ہے اور وہ بھی جملہ شرطیہ ہے - اس میں کیا فرق ہے -

(۹۳) ایک وعظ کے تذکرہ میں فرمایا کہ اصلی کام انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا وعظ ہی ہے - یہ پڑھنا پڑھانا تو اُس کی مدد کے واسطے ہے -

(۹۴) فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت مولنا فضل الرحمن صاحبؒ قطب التکوین تھے - اسلئے مولانا سے تکوینیات میں لوگوں کو زیادہ نفع ہوا ہے - اور اسی قسم کے لوگ مولانا کے پاس زیادہ جایا کرتے تھے - واللہ اعلم یہ بات کہاں تک صحیح ہے اور ہمارے حضرت حاجی صاحب قطب الارشاد تھے - اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے بھی مولنا کی زیارت کی ہے - ایک مرتبہ ایک شب رہا تھا - اور ایک مرتبہ تین دن تک رہا تھا - مولانا نے خود ہی مجھے روک لیا تھا - مولانا کے یہاں دنیا داروں کی خوب گت بنتی تھی بہت لتاڑیں پڑتی تھیں - ایک مرتبہ حیدرآباد سے ایک بہت بڑے شخص آئے تھے - آتے ہی اُن کے لکانے کا

(باقی آئندہ)

ج) اور خبر دینے والے کو جھٹلاتے ہیں۔ کیونکہ اب تک جو کچھ انہوں نے عجائبات دیکھے اور اُن سے اصول مستنبط کیئے وہ صرف گھڑی کے متعلق تھے۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہدیا کہ گھڑی کے نام میں یہ اثر ہے کہ ایسی صنعتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دیگر صنعتیں نہ گھڑی کے متعلق ہیں نہ ان میں گھڑی کا نام لگا ہوا ہے۔ پھر کیسے اُن کے دماغ میں آئیں۔ یہی حال آج کل کے تعلیمیافتہ صاحبان کا ہے کہ شریعت سے کسی نئی بات کی خبر سُنی تو چونکے لیکن قدرت خدا ہے کہ وہ وقوع میں آگئی تو وحشت دور ہوئی اور امکان کے دائرے کو وسیع کرنا پڑا لیکن جو واقعہ مشاہدہ میں آیا تھا۔ دائرہ امکان کی وسعت اسی تک رکھی۔ پھر اس سے بڑھ کر کوئی واقعہ دیکھنے میں آگیا تو ذرا اُس دائرہ کو اور وسعت دی مگر محدود وسعت اور اُس سے زیادہ کا انکار رہا۔ جس حد تک شریعت اس کو وسعت دینے کو کہتی ہے اُتنی وسعت نہیں دیتے۔ اس صورت میں شریعت کا یہی مواخذہ ہے کہ جب تم کو ہر بار واقعات دیکھ دیکھ کر دائرہ امکان کو وسیع کرنا پڑتا ہے اور اپنی غلطی پہلی حد کے متعلق ثابت ہوتی جاتی ہے تو کیوں اسی حد کو نہیں مان لیتے جو شریعت تم کو بتلاتی ہے اور اس میں لغو اور لاطائل تاویلیں کیوں کرتے ہو۔ مثلاً شریعت نے خبر دی ہے کہ قیامت کے دن وزن اعمال ہوگا۔ وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ۔ اس کے متعلق نئے تعلیم یافتوں کو کس قدر حیرت ہوتی ہے اور طنزاً پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب عمل تو ایک فعل کا نام ہے اور فعل کوئی نظر آنے والی اور مجسم چیز نہیں جس میں ثقل ہو پھر وہ کیسے تلیگا۔ قدرت خدا کہ اہل سائنس کو ہوا کے وزن کا انکشاف ہوا۔ اور اس کے لئے آلات بن گئے تو اب اُن تعلیم یافتوں کو دائرہ امکان وزن کو وسیع کرنا پڑا۔ اور نظر آنے والی کی قید اُڑانی پڑی اور کہنا پڑا کہ ہوا جیسی لطیف چیز کا وزن بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہوا گو نظر نہیں آتی مگر جسم کو لگتی تو معلوم ہوتی ہے۔ بلفظ دیگر قوت بصر سے اس کا ادراک نہیں ہوتا مگر قوت لمس سے ہوتا ہے۔ اب یہ اصول ٹھیرا کہ جس چیز کا ادراک قوت لمس سے بھی ہو سکے اُس کا وزن بھی ہو سکتا ہے۔ اور جس چیز کا ادراک قوت لمس سے بھی نہ ہو سکے۔ اُس کا وزن بھی نہیں ہو سکے گا۔ بعد چندے بجلی ایجاد ہوئی جو ہوا سے کہیں زیادہ لطیف ہے اُس کا

(ح) ادراک قوت لمس سے نہیں ہوا صرف اس کے اثرات سے ثبوت ہوا ہے۔ تو اب جس
اُن کے قاعدہ مخترعہ کے اس کا وزن ہونا ممکن ہونا چاہئے۔ لیکن قدرت خدا کہ اس کے
کے میٹر بھی اُنہیں کے ہاتھوں بن گئے۔ جو قدرت خدا کے قائل نہیں۔ اب سوائے اس کے
کچھ چارہ نہیں کہ دائرہ وزن کو اور وسیع کریں اور یوں کہیں کہ جو چیز موجود فی الخارج ہو
خواہ اس کا احساس بصر سے ہو یا لمس سے یا صرف اثرات سے ہو۔ سب کا وزن ہو سکتا ہے
اب شرعی تحقیق کے بہت قریب آگئے ہیں۔ صرف اتنی کمی رہ گئی ہے کہ اس وقت بھی اُن
دائرہ صرف اتنی وسعت رکھتا ہے کہ جس چیز کا وجود اُس چیز کے مشاہدہ سے ہوا ہو یا
اس کے اثرات کے مشاہدہ سے ہوا ہو اُس کا وزن ہو سکتا ہے۔ اور جس چیز کا وجود
صرف خبر سے ہوا ہو اُس کا وزن شاید اس کے اندر نہ آوے۔ اور شریعت اُس کے
بھی وزن کو ثابت کرتی ہے۔ لیکن اگر کسی کی فہم میں سلامت ہے اور طبیعت میں انصاف
ہے اور تقلید بیجا نے اُس کی عقل کو مسخ نہیں کر دیا ہے تو وہ اتنی بار اس دائرہ وزن میں مغالطہ
کھانے سے بہت آسانی کے ساتھ اپنے دل میں اس بات کو جگہ دے سکتا ہے کہ ممکن ہے
کہ اس میں ابھی اور وسعت کی گنجائش ہو اور وہی حد صحیح ہو جو شریعت نے قائم کی ہے جس کا
خلاصہ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہے۔ اب اُس کو وزن اعمال کی خبر سے بالکل متوحش
نہ ہونا چاہئے۔ اور اُن تاویلوں کی طرف نہ جانا چاہئے۔ جو صرف تنگ نظری پر مبنی ہیں
حتیٰ کہ وزن سے مراد شمار کر لینا ہے۔ اور یہ کہنا کہ قیامت کے دن نیکیوں اور گناہوں کو شمار
کیا جاوے گا۔ جو زیادہ ہو اُسی کا اعتبار ہوگا۔ اسکی بھی ضرورت نہیں کیونکہ دیکھ لیا ہے کہ
مٹی کے وزن کی ترازو اور طرح کی ہے۔ اور پانی کے وزن کی اور طرح کی (مثلاً قارورہ کا
وزن یا دودھ کا وزن دیکھنے کے لئے ایک میٹر ہوتا ہے۔ اس کو قارورہ یا دودھ میں ڈال کر
وزن معلوم کرتے ہیں۔) اسیطرح ہوا کا وزن معلوم کرنے کے آلات اور قسم کے ہیں۔
اور بجلی کے وزن معلوم کرنے کے اور قسم کے تو ممکن ہے کہ قیامت میں ترازو اس قسم کی
ہو کہ اعمال کا وزن یعنی ثقل ہی بتا دے (اس کی نظیر چونکہ ہمارے پاس کوئی موجود نہیں ہے
اس وجہ سے تعجب ہوتا ہے ورنہ درحقیقت تعجب کی کچھ بھی بات نہیں) اس آلہ کا نام میزان ہے

(ح) میزان ترازو کو کہتے ہیں - ظاہر الفاظ احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں یہ آلہ ترازو ہی کی شکل میں ہوگا جسمیں ایک پلہ میں نیکیاں رکھی جاویں گی اور ایک میں گناہ رکھے جاویں گے اور وزن کے اعتبار سے غلبہ ہوگا نہ کہ شمار کے اعتبار سے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کے نامۂ اعمال میں گناہ ہی گناہ ہوں گے اور پلہ گناہ کا جھک جاویگا - وہ شخص بہت مایوس ہوگا اور کہیگا کہ واقعی یہ سب میرے کئے ہوئے گناہ ہیں اور میرے پاس ان کا کوئی عذر نہیں ہے حکم ہوگا کہ اس کا ایک نامۂ اعمال نیکی کا اور ہے اسکو بھی نکالو اور وزن کرو وہ کہیگا کہ کیا فائدہ مجھ کو اور ذلیل کرنیسے اگر ایک نیکی ہوگی بھی تو کیا کریگی اتنے اعمال سیئہ کے سامنے - ارشاد ہوگا کہ نہیں ہمارے یہاں اندھیر نہیں چنانچہ ایک عمل صالح نکالا جاوے گا - اور نیکیوں کے پلہ میں رکھا جاویگا - اور وہی پلہ جھک جاویگا اس سے معلوم ہوا کہ شمار کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ بوجھ کا اعتبار ہوگا - بعض اعمال بوجھل ہوتے ہیں اور بعض ہلکے جیسے لوہے کا ایک انچ کا ٹکڑا لکڑی کے چار انچہ کے ٹکڑے سے بھاری ہوتا ہے قرآن شریف کے الفاظ سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وزن بمعنی بوجھ ہوگا نہ کہ شمار کا اعتبار ہوگا - چنانچہ فرمایا ہے وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (ترجمہ) قیامت میں وزن اعمال بھی یقینی ہے تو جس کے اعمال (نیکیاں) بھاری ہونگی تو یہ لوگ نجات پانے والے ہوں گے" بھاری فرمایا - زیادہ نہیں فرمایا - بھاری کے معنی مجازی زیادہ کے بھی ہوسکتے ہیں مگر حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا بلا ضرورت جائز نہیں - اسی کا نام تاویل ہے - اور ضرورت کچھ بھی نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا - جب کئی قسم کے آلات وزن کے دیکھ لیے تو وزن اعمال کے آلہ (میزان) کی خبر سے چونکنے کی کوئی وجہ نہیں -

اسی طرح شریعت نے خبر دی ہے کہ قیامت میں انسان کے اعضا بولیں گے اور اعمال کی گواہی دیں گے - اسپر بھی ابنا زمان بہت تعجب کرتے ہیں اور بعض وقت انکار کر بیٹھتے ہیں یا تاویلات لاطائل کرتے ہیں - اسمیں بھی وہی غلطی ہے کہ ایک قاعدہ بہت تنگ وضع کر رکھا ہے وہ یہ کہ بولنا زبان ہی سے ممکن ہے تو اگر ہاتھ پیر وغیرہ اعضا بولیں تو سب میں زبان ہونا چاہیے

(ح) اور ایسا ہے نہیں تو بولنا کیسے مان لیا جاوے۔ یہ اصول بہت دنوں تک مسلم رہا لیکن قدرت خدا کہ بفحوائے آیت سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ (ترجمہ) ہم اُن کو اپنی نشانیاں جہان میں اور خاص اُن کی ذات ہی میں دکھادیں گے تاکہ صاف ظاہر ہو جائے کہ ہمارا کلام سچا ہے۔ ایک بیجان چیز بھی بولنے والی پیدا ہو گئی یعنی گراموفون کہ جو چیز اُس میں محفوظ ہے اس کو جب چاہو اُس سے سُن لو۔ اب اس اصول مخترعہ کو ذرا وسیع کرنا پڑا۔ اس طرح کہ بولنا جب ممکن ہے کہ یا تو زبان ہو یا کسی چیز میں مشین کے ذریعہ آواز کے تموج کو محفوظ کر دیا گیا ہو۔ گراموفون میں یہی صنعت ہے لیکن یہ اصول بھی تنگ ثابت ہوا کیونکہ بعض درخت بولنے والے پائے گئے۔ جن میں سے گانے کی آواز سنی گئی۔ حتی کہ بعض سائنس والوں نے مانا ہے کہ درخت آپس میں بات چیت بھی کرتے ہیں۔ اب اس اصول موضوعہ میں اور وسعت کرنی پڑی وہ یہ کہ جس چیز میں قوت نمو ہو وہ بھی بول سکتی ہے۔ ایسی چیز نباتات ہیں۔ ابھی جمادات اِس سے خارج ہیں۔ (قوت نمو تو اعضا میں بھی ہے پھر نہ معلوم اِن کے بولنے سے کیوں تعجب ہے) لیکن حال کی ایک تحقیق سے یہ وسعت بھی تنگ ثابت ہوئی وہ یہ کہ بعض سائنس والوں کو ثابت ہوا ہے کہ جمادات میں بھی گراموفون کی سی قوت ہے۔ کہ وہ آواز کو بلا کسی انسانی صنعت کے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور بعض آلات اس قسم کے بن گئے ہیں کہ اُن کے ذریعہ وہ محفوظ شدہ آواز اُن جمادات میں سُنی جاتی ہے۔ پرانے کھنڈرات میں وہ آلات لگا دیں تو اُن میں سے اُن لوگوں کی آوازیں سنائی دینگی جو اُن کے قریب رہتے تھے۔ حتی کہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں رہنے والے کونسی زبان بولتے تھے۔ اب معلوم نہیں کہ اصول موضوعہ مذکورہ میں کونسی قید بڑھائی جاویگی۔ جس سے وہ جامع مانع ہو جائے ہم کہتے ہیں کہ اُسی اصول کو کیوں نہیں مان لیتے جو ابتدا ہی سے قرآن و حدیث نے بتایا تھا وہ ان دو آیتوں میں مذکور ہے۔ آیت اول وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (ترجمہ) جب اعضا بولیں گے اور گناہوں کا اقرار کریں گے۔ تو لوگ اُن سے کہیں گے کہ تم نے یہ گواہی کیوں دی۔ تو وہ جواب دیں گے کہ ہمیں اُس خدا نے گویائی دی جس نے (ہر بولنے والی چیز کو) گویائی دی۔ دوسری آیت یہ ہے۔

(باقی آیندہ)

۱۶۴

اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امام وہی شخص ہونا چاہیئے جو قرآن شریف کا سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ مرض میں آپ ہی کی امامت کو منظور فرمایا ہے چنانچہ ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن اسحٰق زہری سے انہوں نے عبدالملک ابن ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے عبداللہ بن زمعہ بن اسود سے نقل کیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں اسوقت آپ کے پاس چند مسلمانوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کو حضرت بلال نے نماز کے لیے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ کسی شخص سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے راوی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زمعہ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ موجود ہیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے عمر! اُٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھایئے چنانچہ آپ آگے کھڑے ہو گئے اور تکبیر تحریمہ کہی جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سنی اور وہ ایک بلند آواز آدمی تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کہاں ہیں اللہ تعالےٰ اسکو نامنظور فرماتے ہیں اور مسلمان بھی اسکو نامنظور کرتے ہیں پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا مگر وہ بعد اس کے آئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نماز کو ختم کر چکے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔

حاکم نے اس قدر مضمون اور زیادہ روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن زمعہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابن زمعہ تمھاری خرابی ہو تم نے یہ کیا کیا؟ جب تم نے مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو واللہ میں یہی سمجھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔

میں نے کہا واللہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ جب میں نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نہ دیکھا تو تمام حاضرین سے زیادہ آپ کو نماز پڑھانے کا مستحق سمجھا (اس واسطے میں نے آپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا)

ابوداؤد کی ایک روایت میں بسند ابن شہاب عبید اللہ بن عبد اللہ سے مروی ہے وہ عبداللہ بن زمعہ سے اس قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی آواز سنی تو آپ اٹھے اور اپنا سر حجرے سے نکالکر فرمایا۔ نہیں، نہیں، نہیں، ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یہ جملہ آپ نہایت غصہ کی حالت میں فرما رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں (زمانہ مرض وفات میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گیا اور آپ کے پاس آپ کی ازواج بیٹھی ہوئی تھیں۔ سوائے میمونہ[۱] کے سب نے مجھ سے پردہ کر لیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دوا بنائی گئی (آپ اس وقت بے ہوش تھے) آپ کے منہ میں ڈالی گئی (ہوش میں آنے کے بعد) آپ نے فرمایا کہ گھر میں جس قدر لوگ ہیں سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے سوا عباس کے کہ ان کو میری قسم[۲] نہیں پہونچی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے

---

[۱] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے نہ پردہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ کی حقیقی بہن تھیں ۱۲

[۲] قسم سے مراد جہاں بھی دوا ڈالنے کا حکم ہے۔ بعض روایات میں یہ حکم لفظ واللہ کے ساتھ مذکور ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ خود دوسری احادیث میں موجود ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے فانہ لم یشہدکم یعنی وہ دوا ڈالنے کی رائے میں شریک نہ تھے بات یہ تھی کہ ازواج مطہرات کو یہ خیال ہوا کہ حضرت کو مرض ذات الجنب ہے لہذا قسط کو روغن زیتون میں

حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ تم حضرت سے کہو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بہت روئیں گے۔ چنانچہ حضرت حفصہ نے آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہا گیا اور انہوں نے نماز پڑھانی شروع کردی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ خفت معلوم ہوئی۔ تو آپ باہر تشریف لائے جب حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت نے ان کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو۔

پھر حضرت ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اور جہاں تک حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پڑھ چکے تھے اس سے آگے آپ نے پڑھنا شروع کیا۔

۸۵ نیز امام احمد نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے حضرت ابوموسےٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور آپ کا مرض بہت ترقی پکڑ گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱) بکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ڈالا حضرت منع فرماتے رہے مگر انہوں نے خیال کیا کہ چونکہ مریض کو دوا سے کراہیت ہوتی ہے اس وجہ سے آپ منع فرماتے ہیں۔ لہذا خلاف ورزی حکم کی سزا میں حضرت نے حکم دیا کہ سب کے منہ میں دوا ڈالی جاوے۔ چنانچہ سب کے منہ میں دوا ڈالی گئی حتے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اس دن روزہ سے تھیں ان کے منہ میں بھی دوا ڈالی گئی یہ سزا بطور انتقام کے نہ تھی۔ بلکہ تادیباً تھی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف اپنے لیے انتقام لینے کی نہ تھی۔ ۱۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ابو بکر ایک نرم دل شخص ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو ان پر ایسی رقت طاری ہوگی کہ) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور فرمایا[۱] تم لوگ یوسف علیہ السلام کی ہم نشین عورتوں کے مثل ہو چنانچہ ایک شخص یہ پیغام لے کر صدیق (اکبر رضی اللہ) کے پاس گیا اور اونہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

[۱] یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے اور رواۃ کی عادت کے موافق کوئی حدیث مختصر ہے کوئی مطول۔ چنانچہ اس مقام پر بھی مختصر ہے اور دو مقام پر اختصار ہے پہلا اختصار یہ ہے کہ حضرت حفصہؓ کا ذکر محذوف ہے حالانکہ حضرت عائشہؓ نے پہلے خود کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مانا تو اونہوں نے حضرت حفصہؓ سے وہی مضمون کہلوایا اور یہ خطاب حضرت کا کہ تم لوگ یوسف کی ہم نشین عورتوں کے مثل ہو حضرت حفصہؓ ہی سے تھا اختصار دوسرا یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی نے اپنے اسقدر اصرار کی وجہ خود ہی بیان فرمائی ہے جیسا کہ صحیح بخاری کے ابواب الجماعۃ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس قدر اصرار اس سبب سے کیا کہ مجھے خیال تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر حضرت ابو بکر نماز کے امام بنے اور حضرت کی وفات ہوگئی تو لوگ حضرت ابو بکر کو منحوس سمجھیں گے اور ان سے متنفر ہو جائیں گے اینجا سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ یوسفؑ کی ہمنشین عورتوں سے ان کو کیوں تشبیہ دی گئی یوسفؑ کی ہم نشین عورتوں سے یا تو صرف زلیخا مراد ہوں جیسا کہ جمہور محدثین نے لکھا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح زلیخا کا مقصود اصلی اپنے اوپر سے طعن و تشنیع کا دفع کرنا تھا۔ مگر زنان مصر پر اپنا اصلی مقصد ظاہر نہ کیا بلکہ ان کو دعوت کے نام سے بلایا اسی طرح تم اپنا اصلی مقصد یعنی یہ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لوگ متنفر نہ ہوں مجھ سے نہیں بیان کرتی ہو بلکہ ابو بکر کی رقت قلب کا عذر پیش کرتی ہو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ عذر غلط ہو بلکہ جس طرح زلیخا کا دعوت کرنا غلط نہ تھا اوسی طرح یہ عذر بھی غلط نہ تھا اور اگر یوسفؑ کی ہم نشین عورتوں سے زنان مصر مراد ہوں تو یہ مطلب ہوگا کہ جس طرح ان عورتوں نے زلیخا کے کہنے میں آکر زلیخا کی سفارش حضرت یوسفؑ سے کی تھی اسی طرح اے حفصہؓ تم عائشہ کے کہنے میں آکر مجھ سے یہ بات کہہ رہی ہو ۱۲۔

۸۶

(باقی آیندہ)

رعایتی اعلان

۱۰ رجب المرجب سے آخر رمضان المبارک تک رعایت رہیگی

(ضروری نوٹ) بعض کتب بہت تھوڑی تعداد میں ہیں لہٰذا طلب کرنیمیں عجلت کریں ورنہ جو کتاب ختم ہو جاویگی وہ نہ دیسکونگا

مختصر فہرست تصانیف سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا مولوی شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہ

قرآن شریف مترجم

یہ ترجمہ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی حضرت الامدظلہم کے ترجمہ کے علاوہ اور بھی خوبیاں ہیں مثلاً (۱) حاشیہ پر شان نزول (۲) عربی منشی محمد قاسم صاحب مشہور خوشنویس کے ہاتھ کی ہے (۳) تقطیع متوسط (۴) طباعت نہایت عمدہ جید پریس۔ (۵) ٹائیٹل ہفت رنگ نہایت عمدہ۔ ہدیہ رعایتی ایکروپیہ آٹھ آنے۔ ایضاً چکنا ایکروپیہ بارہ آنے۔ جلد چرمی عہ ایضاً کرمچی ؏

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنے کا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بیمثل رہنما ہے بہت فزائے اہل سلوک و دافع شبہات و شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد نسبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدق کیف وجدانی ہے پس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کدھر ہیں طریقت کو شریعت سے جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاءاللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھکر انکو واضح ہوجائے گا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے۔ قیمت تین روپے چار آنے رعایتی عـہ

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کو واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت سے تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے۔ اگر ایک شخص اسمیں سینکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے۔ اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت و الطریقت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرماکر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑکر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ قیمت دس آنے۔ رعایتی آٹھ آنے۔ (۸؍)

المشتہر:۔ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

الانتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدہ

علم کلام جدید کا نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کو جوابات انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت فصاحت و متانت سے دئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی خوان کے پاس رہے تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کریں۔ قیمت نو آنے۔ رعایتی چھ آنے۔

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی

حضرت الامد ظلہم کی مفید عوام و خواص افراط و تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری و عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قوالی و عملی بے قیدی کا نام تصوف رکھہ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف کہدیا اسی طرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہونچا کہ اپنے عقائد خراب کر گئے بعضے شرک تک میں مبتلا ہو گئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھکر اسکے نام سے کوسوں دور بھاگنے لگے انکو یہ ضرر ہوا کہ اسکے برکات سے محروم رہے اور قلب میں قساوۃ پیدا ہو گئی اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس

کو شریعت کو دیکھنا چاہیے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اسکے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر بریں حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولٰنا موصوف الصدر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جسمیں لوگ غلطیاں کرتے ہیں واضح ہو گئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں یا ادہر متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں انکو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ تمام اشکال حل ہونیکے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد دیکھنے میں آئینگے جو نہایت کار آمد ہیں۔ قیمت پانچ روپیہ۔ رعایتی سے ۱۲/ ار

القول الصواب

نئی روشنی والے مستورات کے پردہ مروجہ پر شبہات کرتے ہیں کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ حضرت الا نے قرآن و حدیث سے ہی اسکو ثابت فرمایا ہے قیمت دو آنہ۔ رعایتی ۱/ ار

خلاصہ سائنس اور اسلام

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوتے ہے۔ یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیم یافتوں کیواسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہو کر شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہ کتاب دیندار مسلمانوں کیلئے بھی ازبس ضروری اور نافع ہے۔ مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے۔ اول عقائد و اعمال کو لکھکر اسکے ضمن میں ہر قسم کے شرک اور خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے پھر معاصی اور طاعات کے بعض دنیوی نقصان و منافع دکھلا کر حکومت و انتظام ملکی کی تشریح کی ہے اسکے بعد نماز کے لئے طہارت کے شرط ہونے کی حکمت۔ وضو میں اعضائے وضو دہونے اور ترتیب کی حکمت۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنیکی حکمت۔ بے نماز و لیا

کی واہی تباہی۔ عذروں کے معقول جواب۔ اعمال حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ تعدد ازدواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث۔ اُس شبہ کا جواب کہ شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی کے زمانہ میں بے سود ہیں۔ سچے صوفیوں کے حالات مادے کی قدامت کا ابطال فلاسفہ ہی کے مسلمہ اصول سے۔ وحدانیت کی فلاسفی۔ عقل کی حقیقت معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت۔ اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب۔ رُوح اور جسم کے باہمی تعلق کی حقیقت۔ الغرض دُنیا بھر کے شکوک و شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہو سکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں جنکو پڑھکر اسلام کے دین کامل ہونیکا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ قیمت دو روپے۔ رعایتی ایکروپیہ آٹھ آنہ

قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے کہ تصوف اور وصول الی اللہ اُن لوگوں کا کام ہے جو دُنیا و ما فیہا کو ترک کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے ہیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کر کے داخل الی اللہ ہو سکتا ہے۔ قیمت ڈھائی آنے۔ رعایتی ١ر

اصلاح الرسوم پیدائش سے مرنے تک کی تمام رسوم کی مدلل تردید۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۴ر

اعمال قرآنی ہر سہ حصص۔ آیات قرآنی کے خواص و اعمال۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۳ر

اوراد رحمانی و اذکار سبحانی۔ سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر کے فضائل۔ قیمت تین آنے۔ رعایتی ۲ر

آداب المعاشرت باہمی معاشرت کے آداب جنکی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت پیدا ہو۔ قیمت ۲ر رعایتی ١ر

اغلاط العوام عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہو گئے ہیں انکی اصلاح۔ قیمت ڈیڑھ آنہ۔ رعایتی ١ر

اخبار الزلزلہ زلزلہ کی حقیقت جسقدر شریعت سے تعلق رکھتی ہے اسکا محققانہ بیان۔ قیمت ایکآنہ۔ رعایتی ١ر

اخبار بینی اخبار بینی کے عدم جواز کا بیان۔ قیمت ١ر رعایتی ١ر

بہشتی زیور عورتوں کی تعلیم کیلئے نہایت مفید دینی اور دنیوی ضرورتوں کی کفیل۔ اسکی ضرورت اور مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اسکی اشاعت ملک میں لاکھوں کی تعداد میں ہو چکی ہے۔ قیمت دو روپے۔ رعایتی ایکروپیہ چار آنے

بہشتی گوہر بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ جس میں مخصوص مردونکے متعلق مسائل ہیں۔ قیمت ١٠ر رعایتی ٥ر

بہشتی زیور مدلل و مکمل اسمیں بعض وجوہ سے رعایت نہیں کر سکتا۔ قیمت سات روپے (للعہ)

تعلیم الدین دین کے چاروں اجزاء، عقائد، عبادات، اخلاق معاملات اور سلوک، مقامات، اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔ قیمت آٹھ آنے۔ رعایتی چھ آنے۔ (۶ر)

الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم و الخلیف حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو قرآن مجید میں مختلف جگہ آئے ہیں انکو یکجا کر دیا ہے۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۳ر

تجوید القرآن معہ یادگار حق القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد حفظ یاد کرنیکے لئے۔ قیمت ١ر رعایتی ١ر

طریقہ مولد مولود شریف کے صحیح اور سُنت کے موافق طریقہ کا بیان۔ قیمت ١ر رعایتی ١ر

احکام التجلی من التعلی والتدلی جناب باری عز اسمہٗ کا دیدار کب ہوگا کہاں ہوگا کس طرح ہوگا۔ اس باب میں حضرت مد ظلہم نے نہایت عجیب لطیف رسالہ تحریر فرمایا ہے اسمیں تین

فصلیں ہیں۔ فصل اول میں دلائل شرعیہ سے یہ تحریر فرمایا ہی کہ دُنیا میں دیدار باری تعالیٰ ممتنع ہی فصل دوم میں یہ بیان ہے کہ اس امتناع سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مستثنیٰ ہے اور آپکو لیلۃ المعراج میں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالےٰ ہوا فصل سوم میں نہایت شرح وبسط کر یہ تحریر فرمایا ہی کہ آخرت میں تمام اہل ایمان کو انہیں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ ہوگا اور فلاں فلاں مقام پر ہوگا اور ہر مقام کے دیدار میں کیا فرق ہی اسکے ساتھ ہی تجلی کے اقسام ذکر فرماکر بہت سے فوائد علمیہ تحریر فرماتے ہیں اس طرح یہ رسالہ ایک مبحث میں مفصل ومکمل ہو گیا ہے۔
قیمت تین آنے۔ (۳/) رعایتی دو آنے۔ (۲/)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ
یعنی اسلامی احکام کی عقلی حکمتیں۔

افسوس ہی کہ خدا تعالےٰ کے احکام بجالانے اور امر ونہی پر عمل کرنے میں ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی حالت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اور اکثر جدید تعلیم یافتہ تحقیق اسباب وعلل کو آڑ بناکر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خدائے تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی کو کہ المصالح العقلیہ اُردو زبان میں تالیف فرماکر آزادان ہند کیلئے رموز واسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا ذخیرہ جمع فرمایا جو ایک حق طلب وحق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہو سکتا ہی ورنہ خود پسند ونفس پرست کیلئے تو دفتر بھی کافی نہیں۔ قیمت کامل ہر سہ حصص ۱۲/ رعایتی عہ/ ۱۲/

التشرف بمعرفت احادیث التصوف

اس میں اُن احادیث کی تحقیق فرمائی ہی جو کتب تصوف میں نیز صوفیہ کے کلام میں آتی ہیں انکی تحقیق فرماکر دکھا دیا ہے کہ یہ کس کس درجہ کی احادیث ہیں اور جو روایات دراصل حدیث نہ تھی بلکہ کسی بزرگ کا قول تھا اور غلطی سے عوام نے اس کو حدیث مشہور کردیا تھا اسکی اصلیت ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ بزرگوں کا یہ قول فلاں دلیل شرعی سے ثابت ہی۔ اصل کتاب عربی میں ہی مگر ایک کالم میں اردو دوسرے کالم میں خود حضرت مولف سلمہ ہی کا ترجمہ ہی۔ اس صورت سے ہر طبقہ کیلئے نفع عام اور تام ہوگیا ہے۔ ضخامت ۲۸۷ صفحات قیمت ایک روپیہ (عہ/) رعایتی بارہ آنے۔ (۱۲/)

تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کیمتعلق بحث ۳/ رعایتی ۲/

حفظ الایمان مع بسط البنان وتغیر العنوان۔ قیمت ا/ رعایتی ا/

جمال القرآن علم تجوید میں نہایت سہل عبارات میں تحریر کیا گیا ہی۔ قیمت تین آنے۔ (۳/) رعایتی ۲/

حقوق الاسلام استاد۔ پیر۔ ماں۔ باپ۔ میاں۔ بیوی۔ حاکم محکوم۔ ہمسایہ۔ مہمان وغیرہ کے حقوق کا بیان۔ قیمت ا/ رعایتی ا/

حق السماع سماع کے متعلق فقہی تحقیق اور بزرگان امت کے اقوال۔ قیمت دو آنے۔ رعایتی ۶/

حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے جو حقوق ہیں اور انہیں جتنی کمی ہی اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انہیں جو کمی ہی ان سب کی اصلاح ہی۔ قیمت پانچ آنے۔ رعایتی ۳/

الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کا رد عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات کی تحقیق۔ آیت انی متوفیک کی تفسیر اور نزول عیسیٰ وغیرہ قیمت ۲/ رعایتی ا/

خاتمہ بالخیر سوءِ خاتمہ کے اسباب کی تحقیق قیمت ا/ رعایتی

تربیۃ السالک وتنجیۃ الہالک
احکام باطنی کا مجموعہ ذکر وشغل

کرنیوالے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی

حالات عرض کرتے ہیں وہ یکجا جمع کرلئے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں سالکین و مشائخ کیلئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اسکو روحانی مطب کہا جائے تو بجا ہے اسکے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دھوکے سے بچ سکتا ہے اور مشائخ کی بھی لاکھوں مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۶؍ رعایتی ۴؍

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانح عمری۔ ابتدا یعنی صوت نور سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ جابجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ وہی مبارک کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں وبا پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ زمانہ وبا میں اسکا مطالعہ دافع بلیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جائے انشاء اللہ وہ مکان وبا سے محفوظ رہتا ہے۔ مزید براں ساتویں بار اور اضافہ جدیدہ کے ساتھ طبع ہو رہی ہے امید ہے ماہ شعبان المعظم میں ہدیہ ناظرین ہو جاویگی اسکی قیمت وہی عہ؍ رکھی ہے مگر جو حضرات ۱۵ شعبان تک نام درج کرا دینگے انکو ۱۵؍ میں دیجاویگی مگر محصول ذمہ خریدار ہو

سفرنامہ مالٹا یا سیاست اسلامی کا ایک مجاہدانہ درس

آجکل جسکو دیکھئے وہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے مگر جن خوبیوں کی سلطنت کے لئے ضرورت ہے انکا نام نہیں تو کیا جو غلام ہو اور غلامانہ صفات بھی اپنے اندر رکھتا ہو وہ کبھی غلامی کی قید سے آزاد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ بھی ہماری طرح دوسروں کے محکوم تھے مگر غلامانہ صفات سے پاک تھے۔ بس آپ نے اگر شیخ علیہ الرحمۃ کا سفرنامہ مالٹا نہ دیکھا ہو تو اب دیکھئے آپکو معلوم ہوگا کہ قدرت نے آپکو کیسے شاہانہ اوصاف عطا فرمائے تھے۔ یہ سفرنامہ آپکو بتائیگا کہ اغیار کے ہاتھوں میں پھنسکر اولوالعزمی ثابت قدمی۔ بے خوفی۔ حق گوئی کے جوہر دکھانا یہ خاص مجاہد فی اللہ ہی کی شان ہے۔ اس سفرنامہ سے آپ حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معلوم کرکے اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی تفسیر کا لطف اٹھائینگے اور متقیانہ و مجاہدانہ اوصاف سے آگاہ ہو کر جام شہادت و سندان عشق کے یکجائی نظارہ سے وجد کرینگے۔ بس اے ترقی اسلام کے شیدائیو اور اے عزت ملی کے فدائیو آؤ اور حضرت شیخ المجاہدین کا سفرنامہ پڑھکر جرات و ہمت کا سبق حاصل کرو۔ خدا ترسی و حق پرستی کے خوگر بنو۔ ماسوا کا خوف دل سے نکالکر متوکلانہ جدوجہد سے اغیار پر اسلامی جاہ و جلال کا رعب جماؤ۔ قیمت ۱۰؍ رعایتی ۷؍

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات و دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کے ساتھ یادگار صالحین و بزرگان دین کے حالات و واقعات کا مطالعہ بھی کرایا جائے جو دینی معلومات کیلئے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقانی کا جنکے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو کیا اسوقت مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید دہلوی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات سچے اور صحیح ہونیکے لئے جناب امیر شاہ خانصاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ مقیم میرٹھ کی زبان سے نکلے ہوئے ہونیکے ساتھ حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کر رہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کیئے گئے ہیں انکا نام الامیر الروایات فی حبیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

ازمولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری دام ظلہم

شایقین تاریخ اسلامی کو ہم یہ مژدہ جانفزا سناتے ہیں کہ جناب مولانا شبیر احمد صاحب انصاری نے فتوح الشام کا نہایت سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔ قدیم ترجمہ میں جو پیچیدگی اور الجھن ہے وہ باخبر حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ اس زمانہ میں چونکہ اردو زبان روز بروز صاف و شستہ ہوتی جاتی ہے اسلئے اس پرانے ترجمہ نے اہم تاریخی واقعات و اسلامی فتوحات کی واقفیت کا دروازہ بند کر رکھا تھا اور لوگ شایقین زمانہ حال کے موافق ایک عمدہ اور بامحاورہ ترجمہ کے منتظر رہتے تھے۔ الحمد للہ کہ اس انتظار کی مدت اب ختم ہوگئی ہے اور فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام نہایت آب و تاب سے ہدیہ ناظرین ہے اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی و جان نثاری کے جرأت آموز حالات معلوم ہونگے اور مشہور و نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے ملاحظہ سے گذرینگے۔

پس اے شیفتگان حریت اسلامی اور اے دلدادگان شوکت ملی فتوح الشام کے جدید ترجمہ سے عروج اسلامی کا سچا و صحیح نقشہ دیکھکر اپنی تباہی و بربادی کے اسباب معلوم کرو اور اپنی بزدلی و بے غیرتی پر آنسو بہاکر غیور و اولوالعزم شجاعان اسلام کے کارناموں کو اپنا رہنما بناؤ۔

فیوض الاسلام کی ضخامت ۱۲۰۸ صفحات تقطیع ۲۲×۲۰ قیمت للعہ رعایتی قیمت عہ محصولڈاک ۱۱ر

کتاب ترغیب ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کئے گئے ہیں کہ تاوقتیکہ کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہ ہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہے بلکہ نہیں ہو سکتا اگر ہوتا بھی ہے تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر اور دشواری سے اسی وجہ سے فی زمانناکہ حاکم اسلام تو موجود نہیں احکام شریعتہ پر مسلمانوں کو قائم رہنا دشوار ہو رہا ہے۔ اب تو مسلمانوں کو ہر امر دینی کا کوئی فائدہ یا اسکے ترک سے مضرت نہ معلوم ہو اوس پر عمل مشکل ہے۔ لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جسمیں احکام شریعتہ کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت دکھا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جاوے سو اس بارے میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب و ترہیب آئی اور اسکا ترجمہ شروع کرادیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الہادی میں ہر مہینہ شائع کرتا رہا چونکہ رسالہ الہادی میں مضامین دینیہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں۔ لہذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اور رسالہ کے فرمے بچ جاتے ہیں احقر انکو جمع کر کے کتاب کی صورت میں تیار کرالیتا ہے اسیطرح کئی کتابیں اسمیں سے علحدہ تیار ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں۔ مثلاً التسہیل المواعظ۔ المصالح العقلیہ۔ امیر الروایات۔ التشرف حصہ اول وغیرہ۔ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل ذیل جلدیں تیار ہو چکی ہیں جو کچھ روز سے شائع ہو رہی ہیں اسکے اسوقت تک تین حصے تیار ہیں۔

حصہ اول میں ترغیب اتباع کتاب و سنت اور کار خیر میں پیش قدمی کرنیکے اور ترک سنت اور بدعات در کار بد میں پیش قدمی سے اجتناب۔ کتاب العلم اسمیں علما و طلبا کے فضائل اور اشاعت علم کی ترغیب ہے اور جھوٹی حدیث کے بیان کرنے۔ اور علم کی ناقدری اور دنیا کے واسطے علم پڑھنے پڑھانے سے اجتناب۔ کتاب الطہارت اسمیں آداب قضائے حاجت اور استنجا اور غسل و وضو کے فضائل نہایت بسط سے بیان کئے ہیں۔ ضخامت ۱۰۸ صفحات قیمت ۱۰/ رعایتی ۸/

حصہ دوم۔ کتاب الصلوٰۃ۔ اسمیں اذان کے اور اسکے جواب اور تکبیر کے فضائل اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت کے موقعہ پر تعمیر مساجد اور انکا احترام اور عورتوں کو گھروں میں نماز ادا کرنے کی ترغیب اور نماز پنجگانہ کے اہتمام۔ فضائل رکوع و سجود کے اور اول وقت ادا کرنے کی فضیلت آداب جماعت اذکار بعد نماز آداب امامت و صف بندی وغیرہ وغیرہ کتاب نوافل اسمیں سنت موکدہ اور وتر اور تہجد اور چاشت صلوٰۃ توبہ و استخارہ۔ صلوٰۃ حاجت۔ صلوٰۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے۔ ضخامت ۲۰۴ صفحات۔ قیمت ایکروپیہ چار آنہ۔ رعایتی ۱۵/

حصہ دوم کا جزو ثانی یعنی **کتاب الجمعہ**۔ اسمیں نماز جمعہ کی فضیلت اور اس دن رات میں ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کرنا اور اول وقت کی فضیلت اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پھلانگنے اور خطبہ میں بات کرنیکی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید اور سورہ کہف اور اس رات دن کے اذکار۔ ضخامت ۳۰ صفحے۔ قیمت دو آنہ۔ رعایتی ۱/

اکمال الشیم

دوسری بار نئی خوبیوں کے ساتھ طبع ہوئی ہے

اس لاجواب کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں کہ یہ کتاب الحکم کی بنیظ
ہے جسکے مصنف شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری ہیں، جنکی جلالت و عظمت پر صوفیہ کرام کا اتفاق ہے اصل
عربی میں تھی جسکی تبویب شیخ علی متقی مصنف کنز العمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اور حضرت اقدس قطب العا
رئیس السالکین مقدم العلماء الراسخین مولانا الحافظ الحاج شاہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی قد
سرہ نے اعلیحضرت شیخ العرب والعجم قطب العالم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کے ارشاد
اردو میں ترجمہ فرمایا پھر مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی نے اسکی مفصل شرح فرمائی
حضرت اقدس حکیم الامۃ المحمدیہ مجدد الملۃ الاسلامیہ مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے
بیحد پسند فرماکر خانقاہ امدادیہ کے درس سلوک میں داخل فرمایا۔ اور سالکین کو بیحد اسکے مطالعہ کا حکم فرماتے ہیں
علاوہ کتاب کے فی نفسہ مفید ہونیکے ایک خصوصیت اسمیں یہ ہے کہ گو اسکی شرح میں عربی شرح سے مدد لیگئی ہے جسکو شارح
دیباچہ میں ظاہر کیا ہے لیکن زیادہ تر امداد حضرت اقدس حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدفیوضہم العالی کی تحقیقا
تقریریہ و تحریریہ سے ہی لیگئی ہے جیسا کہ مراجعت ماخذ سے معلوم ہو سکتا ہے منتسبین حضرت حکیم الامۃ کیلئے اس
داخل درس کرائیجانیکی بڑی وجہ یہی ہے، اس بناء پر حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ کے افادات کے شایقین کو
کیساتھ اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور طبع ثانی میں تتمیم فائدہ کیلئے آخر میں حضرت والا کے چند خاص افادا
مجموعہ ملقب بہ السلسبیل لعابری السبیل بھی اضافہ کردیا گیا ہے جنمیں تصوف کا نہایت جامع مانع خلاصہ
نہایت ہی سہل طریق عمل ارشاد فرمایا ہے جو قریب قریب تمام مطولات سے مغنی ہو گیا ہے۔

قیمت :- ایک روپیہ چار آنے (۱۴/۱) محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتھر :- محمد عثمان تاجر کتب بازار دریبہ کلاں دہلی